www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ الفہیم
MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

# قیاس

## ایک تقابلی مطالعہ

تالیف: شیخ عمر سلیمان الاشقر

ترجمہ: مولانا عبدالوہاب حجازی

تقدیم: ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# قیاس

## ایک تقابلی مطالعہ

تالیف: شیخ عمر سلیمان الاشقر

ترجمہ: مولانا عبدالوہاب حجازی

تقدیم: ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری

مکتبۃ الفہیم
مئو ناتھ بھنجن، یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
Facebook : maktabaalfaheem

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ
حقوق محفوظ ہیں

# نام کتاب : قیاس ایک تقابلی مطالعہ


| | |
|---|---|
| تالیف : | شیخ عمر سلیمان الاشقر |
| طابع و ناشر | مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی |
| سال اشاعت | نومبر ۲۰۱۴ء |
| تعداد اشاعت | ایک ہزار ایک سو |
| صفحات | 104 |

ملنے کے پتے

مکتبۃ الفہیم ریحان مارکیٹ، ڈھوبیا املی روڈ، صدر چوک مئوناتھ بھنجن

| | |
|---|---|
| القرآن پبلیکیشنز سری نگر | مکتبہ دار السلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر |
| اسلام ورلڈ بنگلور، عمری بک ڈپو ممبئی | دکن ٹریڈرس مغل پورہ، حیدر آباد 040-24521777 |
| الہوالیہ (راکیش بھائی) دہلی 9818441306 | مکتبہ الاحسان - مکتبہ دارین ندوۃ العلماء روڈ لکھنؤ |
| شمسی بک سینٹر، شمسی مالدہ - اسلام بک سینٹر، شمسی مالدہ | نواب قمر، بنگلور-09845842811، اسلامک بک سینٹر، بنگلور |
| مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر | منور جمال مکتبہ معارف بھنڈی بازار ممبئی 9833845651 |
| صدیقیہ بک ڈپو - بھنڈی بازار ممبئی 9769882781 | مکتبہ نعیمیہ دیوبند - مکتبہ عکاظ محلہ بڑضیاء الحق - دیوبند |
| کوہ نور انٹر پرائزز اورنگ آباد - انجم بک ڈپو مٹیا محل دہلی | حافظ عبد الخالق صاحب عالیاوی ناندیڑ |
| محفوظ بک ڈپو مالیگاؤں، خیر بک ڈپو دریا گنج | ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس حیدر آباد |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# فہرست


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| عرض ناشر | 7 |
| کتاب سے پہلے | 10 |
| مقدمہ | 13 |
| قیاس کی تعریف | 13 |
| ظاہری اور معنوی برابری | 16 |
| احادیث میں لفظ قیاس | 16 |
| قیاس اصطلاحی | 18 |
| پہلے گروہ کی تعریفیں | 19 |
| تعریفات کے الفاظ میں اختلاف کے دوسرے اسباب | 21 |
| امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قیاس کی تعریف | 22 |
| اصولی اور منطقی قیاس | 24 |
| قیاس اور اجتہاد | 24 |
| وہ اجتہاد جو قیاس ہے | 25 |
| قیاس اور رائے | 28 |
| فصل اوّل | 29 |
| قیاس کے حجت ہونے میں علماء کے مذاہب | |
| شرعی مسائل میں قیاس | 29 |
| تاریخی جائزہ | 29 |
| پہلا گروہ | 29 |
| دوسرا گروہ | 36 |
| تیسرا گروہ | 36 |
| قیاس میں غلو کرنے والے | 36 |
| قیاس کو بوقت ضرورت استعمال کرنے کے قائل | 38 |
| وہ امور جن کے قیاس ہونے پر اتفاق یا اختلاف ہے | 40 |
| مفہوم موافقت | 40 |
| امور شرعی جن میں قیاس جائز یا ناجائز ہے | 43 |
| قیاس کے حجت ہونے میں اختلاف کی ابتداء | 44 |
| فصل دوم | 46 |
| دلائل | 46 |
| عقلاً محال کہنے والوں کے دلائل | 46 |
| عقلاً واجب کہنے والوں کے دلائل | 51 |
| عقلاً جائز کہنے والوں کے دلائل | 53 |
| کیا شرعاً قیاس کا حکم ہے؟ | 53 |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- | --- |
| ثابت کرنے والوں کے دلائل | 53 | | |
| قرآنی استدلال | 53 | | |
| قیاس کوقران سے ثابت کرنیوالوں کا استدلال چند وجوہ سے ہے | 54 | | |
| قرآنی استدلال کا دوسرا طریقہ | 60 | | |
| قرآنی استدلال کا تیسرا طریقہ | 63 | | |
| حدیث سے استدلال | 63 | | |
| سنت سے استدلال کا دوسرا طریقہ | 67 | | |
| سنت سے استدلال کا تیسرا طریقہ | 69 | | |
| اجماع سے استدلال | 70 | | |
| سلف کے قیاس اوران کے اقوال | 71 | | |
| قیاس کا انکار کرنے والوں کے دلائل | 75 | | |
| حدیث معاذ رضی اللہ عنہ | 78 | | |
| صحابہ اور قیاس | 82 | | |
| رسول ﷺ کے قیاسات پران کا اعتراض | 84 | | |
| اجماع سے قیاس کی نفی کا استدلال | 90 | | |
| صحابہ اوران کے بعد کے آثار | 91 | | |
| منکرین اورقائلین قیاس کے دلائل میں تطبیق | 94 | | |
| آخری بات | 99 | | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# عرض ناشر

قیاس کے مسئلہ میں عوام سے صرف نظر علماء وخواص میں ایسا تصور موجود ہے جس کی نہ تو کوئی علمی بنیاد ہے نہ امر واقع سے کوئی تعلق۔ زمانہ طالب علمی میں ایک مدرسہ کے فارغ التحصیل عالم سے گفتگو کے دوران کسی مسئلہ میں راقم السطور نے حنفی فقہ کی کتاب مختصر القدوری کا نام لے لیا' اس پر عالم موصوف نے جو حنفی مذہب کے مقلد تھے' فرمایا کہ: تم لوگ قدوری کو کہاں مانتے ہو؟

اس جواب سے مجھے حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی' تحصیل علم کے دوران اور بعد میں بھی مسلمانوں کی مسلکی کشیدگی' فرقہ وارانہ مزاج اور گروہی عصبیت کی حقیقت اور اسباب کو سمجھنے کے لئے میں نے متعدد کتابوں کا دقت نظر سے مطالعہ کیا' علماء سے استفسار اور دوستوں سے بحث ومناقشہ کا سلسلہ بھی رہا اور ہندو بیرون ہند کے مخلص و بابصیرت مفکرین و مصلحین کے تجزیے اور تجویزیں بھی سنیں۔

اس سلسلہ میں مجھے شدید احساس یہ ہوا کہ کتاب وسنت پر عمل کی راہ کو چھوڑ کر جب مسلمان فرقہ بندی کی راہ پر چلنے لگے تو ان کے دلوں میں باہمی نفرت وحسد کا ایک مستقل جذبہ پیدا ہو گیا اور اس جذبہ کے دباؤ سے مجبور ہو کر انہوں نے بہت سے شرعی مسائل ومعاملات کو صحیح علمی نظر سے دیکھنا گوارہ نہیں کیا اور نہ ان پر بحث وتحقیق کی زحمت گوارا کی' نتیجہ یہ ہوا کہ شریعت کے متعدد مسائل فرقہ بندی کی ذہنیت کا شکار ہو گئے اور ان پر بحث وتحقیق سے جن خوشگوار نتائج کی توقع تھی ان سے امت محروم ہو گئی۔ صحابہ میں فقیہ وغیر فقیہ کی تقسیم اور فقہ ودرایت یا قیاس واستنباط کے لئے کسی خاص جماعت کی تخصیص اسی ذہنیت کی پیداوار ہے' حالانکہ ان مصطلحات پر علمی حیثیت سے غور وفکر کی ضرورت تھی اور علماء کا یہ فرض تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ ذہن وفکر کی وسعت سے کام لے کر وقت کے تقاضوں کو سمجھا جائے اور شریعت سے مسائل واحکام کا استنباط کر کے اسلام کی برتری وکمال کو ثابت کیا جائے۔

قیاس کی اصطلاح کے ساتھ بھی اسی طرح کا رویہ اختیار کیا گیا' کچھ لوگوں نے اسے بلاوجہ مکروہ سمجھا' اور کچھ لوگوں نے اس کے بیجا استعمال میں اپنا کمال محسوس کیا' حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ منصفانہ نظر سے اس موضوع پر اظہار خیال کیا جائے اور شریعت میں اس کی جو حیثیت ہے اسے لوگوں کے سامنے لایا جائے۔

ہمیں خوشی ہے کہ کویت کے ایک عالم نے زیر نظر رسالہ میں قیاس کے موضوع پر موضوعی بحث کر کے مختصر طور پر ہر پہلو کو واضح کر دیا ہے' اس رسالہ کے مطالعہ سے موضوع کے تمام اہم مباحث نظر کے سامنے آ جائیں گے۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ' دو فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں قیاس کے لغوی واصطلاحی مفہوم اور قیاس واجتہاد ورائے کے باہمی فرق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پہلی فصل میں مؤلف نے قیاس کی حجیت پر بحث کی ہے اور اس ضمن میں علماء کے مختلف مذاہب اور نقطہ ہائے نظر کا ذکر کیا ہے۔ دوسری فصل میں قیاس کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں فریق کے دلائل اور ساتھ ہی ان پر اعتراضات وجوابات ذکر کر کے دونوں قسم کی آراء کے مابین تطبیق کی کوشش کی گئی ہے۔ اس فصل میں قیاس سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موقف کا بھی ذکر ہے۔

خاتمہ میں قیاس کی مخالفت کے لئے مشہور اہل ظاہر کے رویے پر محاکمہ ہے۔ اور پھر ان شرائط کی توضیح ہے جن کا وجود قیاس کے لئے ضروری ہے۔ خاتمہ ہی میں اس سوال کا بھی جواب ہے کہ صریح حکم کی تلاش وجستجو سے پہلے قیاس جائز ہو سکتا ہے یا نہیں!

اس سوال کا جواب مؤلف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے تین صورتیں ذکر کی ہیں: اول یہ کہ معروف نصوص سے حکم کی تلاش سے قبل قیاس جائز نہیں۔ دوم یہ کہ نصوص معروف نہیں لیکن ان کے ملنے کی امید ہے' اس صورت میں حنفیہ نصوص کی طلب سے قبل قیاس کو جائز بتاتے ہیں۔ اور امام شافعی' احمد بن حنبل اور فقہاء حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں قیاس جائز نہیں۔ امام احمد کہتے ہیں کہ جب تک حدیث موجود ہو قیاس کا کیا کام؟ اور اہلحدیث و اہل الرائے کے مابین فرق کا یہی بنیادی مسئلہ ہے۔ سوم یہ کہ کسی نص کے ملنے کی قطعی امید نہیں؟ ایسی صورت میں قیاس بلاشبہ جائز ہے۔

کتاب کا ترجمہ ادارۃ البحوث کے رفیق محترم حجازی صاحب نے کیا ہے۔ ان کی یہ کوشش کامیاب رہی ہے کہ عبارت سہل و سلیس رہے تاکہ ہر شخص مدعا کو آسانی سے سمجھ سکے' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب سے قارئین کو نفع پہنچائے اور مؤلف' مترجم اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

مقتدیٰ حسن ازہری

جامعہ سلفیہ' بنارس

۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# کتاب سے پہلے

انَّ الحمدَ للّٰہ نحمده ونستعينه وَنستغفره وَنستهديه ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا وَسيئات اعمالنا من يهده اللّٰه فلا مضل له ومن يضلل فلا هَادى له واشهد ان لااله الّا اللّٰهُ وحده لاشريك له وَاشهد اَنَّ محمَدًا عبده وَرسوله صلى اللّٰه عليه وعلىٰ اله وصحبه وَسلّم وَمن اتبع سنته واهتدى بهديه الى يوم الدّين وبعدُ !

قیاس' اصول اربعہ یعنی کتاب' سنت' اجماع اور قیاس میں سے ایک اصل ہے' مجھے شریعت کالج کے ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے دوران فقہ داصول کی کتابیں پڑھ کر سخت حیرانی ہوئی تھی جن میں لکھا ہوتا کہ قیاس حجت نہیں ہے مزید حیرانی اس پر کہ کہنے والے معمولی درجے کے لوگ نہیں بلکہ علماء اور پیشوا ہیں۔

عجیب بات یہ بھی ہے کہ بطور مثال امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے متناقض اقوال نقل کئے جاتے ہیں کسی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف قیاس کے لئے لوگوں کی ہمت افزائی کرتے تھے اور کسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قیاس کا انکار اور اس کی مذمت کرتے تھے۔

مناسب وقت ملنے پر میں نے اس موضوع کے مطالعہ وتحقیق کی کوشش شروع کی اور اس نتیجے پر پہنچا کہ فریقین اپنے اختلاف میں اپنی رائے پر تعصب اور ضد کرتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ ہر فریق صحیح دلائل سے استدلال کرتا ہے اور غلط سے بھی۔ ابتداء تحقیق میں میں دونوں فریقوں کے درمیان حیران تھا۔ ہر فریق اپنے دلائل وبراہین سے مجھے اپنے مذہب کی طرف کھینچتا تھا۔ میرا حال اس وقت ایسا ہی تھا جیسا کہ قاضی سلیم کے بارے میں مذکور ہے موصوف نے جب فریق اول کے دلائل سنے تو کہا تم حق پر ہو اور جب دوسرے فریق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے اپنے دلائل پیش کیے تو کہا تم حق پر ہو پھر جب ان کی بیوی صاحبہ نے قاضی صاحب کے فتوے کو متناقض بتایا تو ان سے کہا تم حق پر ہو۔

اس بنا پر بغیر کسی تعصب کے فریقین کے دلائل کو دلائل کے معیار پر بغور سمجھنے کا عزم کیا' ضعیف احادیث اور دوراز کار دلیلوں سے قطع نظر میں نے صحیح دلائل اکٹھا کرنے شروع کیے۔ اس کے بعد ان میں غور وفکر اور تقابل کیا اور متقدمین علماء سے رہنمائی حاصل کی' خاص طور سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی ممتاز کتاب الرسالہ سے استفادہ کیا۔ امام موصوف نے اس قضیہ میں قوت دلیل' پختگی حجت اور وضاحت وعمدگی کے اعتبار سے ایسی گفتگو کی ہے کہ پوری بحث ایک سنہری زنجیر معلوم ہوتی ہے افسوس کہ متاخرین اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے اس قضیے میں ان کے مذہب کو تقریباً ترک کیے ہوئے ہیں۔

شاید کہ مجھے حق تک پہنچنے کی توفیق نصیب ہو جائے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ میں نے یہ بحث مقدمہ' دو باب اور خاتمہ پر ترتیب دی ہے۔ مقدمہ میں قیاس کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی گئی ہے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اصولیوں کے نزدیک اس کی تعریفات میں تناقض کے کیا اسباب ہیں۔ چونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بحث میں اولیت حاصل ہے اس لئے ان کی تعریف کا ذکر میں نے الگ سے کیا ہے اور اسی پر توجہ دی ہے۔ مقدمہ میں اس کے علاوہ اور دیگر مباحث ہیں جیسے قیاس واجتہاد اور رائے وقیاس کا فرق۔

پہلے باب میں قیاس کے حجت ہونے کے متعلق علماء کے مذاہب کا بیان ہے۔ اس ضمن میں حجت نہ ہونے کے متعلق اقوال کی تاریخ بھی آ گئی ہے نیز تینوں مذاہب کا یعنی عقلی وجوب کے قائلین اور عقلاً عدم جواز کے قائلین اور آخر میں عقلاً جواز کے قائلین کا ذکر ہوا ہے۔ قیاس کے متعلق اختلاف کی بنیاد اور ان لوگوں کے طریقے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جنھوں نے قیاس کے استعمال میں اسراف کیا ہے اور نصوص کو نظر انداز کر کے قیاس کو ان پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقدم کیا ہے۔

دوسرے باب میں باہم مختلف فرقوں کے دلائل' قیاس واقع ہونے کے قائلین اور عدم وقوع کے قائلین کے دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے پھر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بوقت ضرورت قیاس کو اختیار کرنا چاہیے یعنی جب نص موجود نہ ہو۔ میں نے یہ کوئی نئی بات نہیں کہی ہے ابن عبدان رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں یہی بات کہی ہے ان کے نزدیک قیاس تیمم کی طرح ہے اس کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب پانی نہ ہو۔ یہی جمہور کا قول ہے کہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں ہے' کسی شاعر نے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔

اذا اعیا الفقیه وجود نص

تمسك لَا محالة بالقياس

جب فقیہ کو کوئی نص نہ مل سکے تو چار و نا چار قیاس کرے گا۔ اس لئے قیاس کا مطلق انکار کرنے والے بھی حق پر نہیں ہیں نیز قیاس کے استعمال میں اسراف کرنے والے بھی حق پر نہیں ہیں' حق فی الواقع دونوں کے درمیان ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ خاتمہ بحث میں ان شرائط کا بیان کروں جن کا قیاس کرنے والوں میں ہونا ضروری ہے اور یہ کہ نصوص کی مکمل جستجو سے پہلے قیاس کرنا چاہیے یا نہیں؟ نیز یہ کہ اختلاف کے وقت تمام قیاس کرنے والے برحق تسلیم کئے جائیں گے یا نہیں؟

میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اس مسئلے کو پوری وضاحت سے سمجھنے کے لئے میں نے بڑا وقت صرف کیا ہے اگر میں حاصل کردہ نتیجے میں حق پر ہوں تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اگر اس کے ماسوا ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہوئے اسی سے رجوع کرتا ہوں میرے لئے یہ سعادت کافی ہے کہ میں اس سلسلے میں کوشش کر سکا۔ اللہ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

عمر سلیمان الاشقر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مقدمہ

## قیاس کی تعریف:

قیاس لغوی:۔لغت میں قیاس کسی چیز کے کسی مثل اور نمونے سے اندازہ کرنے کو کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے قاس الشیء یقیسه قیسا' وقیاساً۔ واقتاسه وقیسه جب شے کے مثل کی چیز سے اس کا اندازہ کیا جائے۔شعر کہتا ہے۔

فهن بالا یدی مقیساته
مقدراته ومخیطاته

وہ ہاتھوں سے ناپنے پھر برابر کرنے پھر سلنے والی ہیں۔

المقیاس کا معنی ہے جس سے اندازہ کیا جائے۔القیس والقاس کے معنی مثل اور مقدار کے ہیں۔کہا جاتا ہے قیس رمح وقاسه نیزے کے بمقدار(لسان العرب لابن منظور ۶/ ۱۸۷)

قیاس میں دو چیزوں کا ہونا لازم ہے کہ ایک کا دوسرے سے اندازہ کیا جائے۔ابن منظور لیث سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔المقایسة قیاس کا باب مفاعلت ہے پھر کہتے ہیں۔ویقال هذه خشبة قیس اصبع یعنی یہ لکڑی انگلی کے مثل ہے۔کہا جاتا ہے قایست بین شیئین جب دو چیزوں میں اندازہ کیا جائے اور قاس الطبیب قعر الجراحة قیسا طبیب نے زخم کی گہرائی کا اندازہ کیا۔شاعر نے کہا ہے۔

اذا قاسها الاسیٰ النطاسیٰ
عثیثتها وازدا دوهیا هزومها

(لسان العرب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب ماہر معالج نے اس کے زخم کا اندازہ کیا اور اس کا گڑھا اور کشادہ ہو گیا۔

القائس هو الذي يقوم بالمقايسة قیاس کرنے والا وہ ہے جو اندازہ لگانے کا کام کرے وفی حدیثا لشعبی :۔ انه قضى بشهادة القائس مع يمين المشجوج" ای الذی یقیس الشجة ویتعرف غورها بالميل الذي يدخله فيها ليعتبرها (لسان العرب)

شعبی کی روایت میں ہے کہ آپ نے قائس کی شہادت پر مجروح کی قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا: یعنی جو زخم کا اندازہ لگائے' اس کی گہرائی کو سلائی سے معلوم کرے جسے زخم میں اس غرض سے داخل کیا جاتا ہے۔

المقیاس وہ آلہ ہے جس سے اندازہ کیا جاتا ہے جیسے بالشت' گز اور میل وغیرہ۔ ابن منظور کہتے ہیں۔ المقياس ماقيس به (لسان العرب) مقیاس وہ آلہ ہے جس سے اندازہ کیا جاتا ہے۔

جس طرح قیاس اندازہ پر بولا جاتا ہے اسی طرح برابری پر بھی بولا جاتا ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کا اس کے مثل سے اندازہ کرنا اصل میں ان کے درمیان برابری کا نام ہے۔ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ القياس في اللغة التقدير قیاس لغت میں اندازہ کرنے کو کہتے ہیں۔ آگے کہتے ہیں۔ قست الارض بالقصبة زمین کو میں نے بانس سے ناپا۔ وقست الثوب بالذراع ای قدرته کپڑے کو گز سے ناپا۔ اس کے لئے دو ایسی چیزوں کی لازمی ضرورت ہے جن کی نسبت ایک دوسرے کی طرف برابری کی ہو۔ لہٰذا یہ دو چیزوں میں نسبت اور اضافت کا نام ہے اسی لئے کہا جاتا ہے فلان يقاس بفلان او لا يقاس به' فلاں کا قیاس فلاں سے کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا یعنی اس کے برابر ہے یا نہیں ہے (۳/۲/ الاحکام للآمدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی وجہ سے لفظ قیاس کے ایک ساتھ دو حقیقی معنی میں ہونے یا ایک حقیقی اور دوسرے مجازی معنی میں ہونے کے متعلق اختلاف رونما ہوا۔

(۱) کچھ لوگوں کا مسلک ہے کہ یہ اندازہ اور برابری کے معنی میں لفظاً مشترک ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ لفظ دونوں معنی میں ایک ساتھ استعمال کیا گیا ہے اور استعمال میں اصل حقیقت ہے۔

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ اندازہ کے معنی میں حقیقت ہے اور برابری کے معنی میں مجاز ہے۔ان کا خیال ہے کہ برابری اندازے کو لازم ہے' اندازہ ملزوم ہے اور لفظ کا لازمی معنی میں استعمال کرنا مجاز ہے نہ کہ حقیقت۔

(۳) تیسرا فریق کہتا ہے کہ یہ لفظ دونوں باتوں میں مشترک معنوی ہے' ان کا نظریہ یہ ہے کہ لفظی اشتراک اور مجاز اصل کے خلاف ہیں اس لئے کہ اشتراک لفظی وضع اور قرینہ دونوں میں تعدد کا محتاج ہے۔ کیونکہ تمام معانی مراد کے وقت قرینے کے محتاج ہوتے ہیں۔ان میں اصلاً تعدد نہیں پایا جاتا۔

اور مجاز لفظ کے مجازی معنی میں استعمال کے وقت قرینے کا محتاج ہوتا ہے اور کلام میں اصل حقیقت ہے اور قرائن کا عدم احتیاج بھی۔

اور جب لفظی اشتراک اور مجاز نہ رہا تو اشتراک معنوی ثابت ہو گیا جو دونوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ وضع اور قرینے میں تعدد کا محتاج نہیں ہے۔کمال ابن ہمام نے اسی کو ترجیح دی ہے

(۳/ ۲٦۳ تیسیرا لتحریر، ۲/ ۲٤٦ مسلم الثبوت۔ حاشیہ المستصفی بشرح المسلم)

لیکن میرا رجحان اس کے مشترک لفظی ہونے کی طرف ہے کیونکہ مشترک معنوی کے لئے اندازہ اور برابری کے معنی کے بیچ میں ایک قدر مشترک کی ضرورت ہے اور برابری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لازم ہے۔اس لئے اشتراک لفظی کی بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس میں نقل کی ایک قسم ہے کہ لفظ منقول الیہ کے لئے مشہور ہو گیا اور ایک عرفی حقیقت بن گیا اس طور پر اشتراک لفظی حاصل ہو گیا۔

## ظاہری اور معنوی برابری:

قیاس میں مساوات کبھی ظاہری ہوتی ہے اور کبھی معنوی' تیسیر التحریر میں لکھا ہے:

او التسوية فی مقدار نحوقست النعل بالنعل یا تو برابری دوامور میں مقدار کے اندر ظاہری ہوگی جیسے جوتے کو جوتے کے برابر کیا یا معنوی ہوگی جس کے متعلق آگے ولـــــو معنویا لکھ کر اشارہ کیا ہے پھر مثال سے اس کی تعریف کی ہے' ای فلان لا یقاس بفلان' بمعنی (لایقدر ای : یساوی) یعنی فلاں فلاں کے برابر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

لغت میں قیاس کا لفظ با اور علیٰ کے ذریعہ متعدی ہوتا ہے۔تفتازانی نے تلویح میں لکھا ہے وقد تعدی بعلی بتضمین معنی الابتناء کقولهم قاس الشیء علی الشیء کبھی علیٰ سے متعدی ہو کر ابتناء کے معنی کو شامل ہوتا ہے جیسے ایک چیز کو دوسری پر بنا کیا۔

اسنوی نے اسے یوں بیان کیا ہے وهو یتعدی بالباء کما مثلناه بخلاف المستعمل فی الشرع فانه یتعدی بعلی لتضمنهٗ معنی البناء والحمل (۲/۲۰۸ الاسنوی علی البیضاوی حاشية التقریر والتحبیر) جیسا کہ ہم نے بتایا یہ لفظ باء سے متعدی ہوتا ہے بخلاف شرعی استعمال کے کہ اس میں عـلـیٰ سے متعدی ہوا ہے کیونکہ وہ بنا اور حمل کے معنی کو شامل ہے۔

## احادیث میں لفظ قیاس:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے کلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں قیاس کو لغوی معنی میں استعمال کیا ہے۔

(۱) عن عبد الله بن عمر وبن العاص رضی الله عنه قال توفی رجل ممن ولد بالمدینة فصلی علیه النبی صلی الله علیه وسلم فقال: یالیته مات فی غیر مولده۔ فقال رجل من الناس : ولم یا رسول الله؟ قال ان الرجل اذا مات فی غیر مولده قیس له من مولده الی منقطع اثره فی الجنة۔(۱)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کی، جس کی ولادت مدینہ میں ہوئی تھی، وفات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا، کاش! یہ اپنی جائے پیدائش کے سوا کہیں اور مرتا۔ ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنی جائے پیدائش کے سوا کہیں اور مرتا ہو تو جائے پیدائش سے جائے وفات تک کی مسافت کا اندازہ کر کے جنت میں اسے اتنی ہی جگہ دی جاتی ہے۔

(۲) وعن ابن عمر رضی الله عنهما ان رجلا سأل النبی صلی الله علیه وسلم من این یحرم؟ قال: مهل اهل المدینة من ذی الحلیفة ومهل اهل الشام الجحفة ومهل اهل الیمن یلملم ومهل اهل نجد من قرن۔ قال ابن عمر رضی الله عنهما وقاس الناس ذات عرق بقرن (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہاں سے احرام باندھا جائے؟ فرمایا، اہل مدینہ کا مقام احرام ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کا جحفہ اور اہل یمن کا یلملم اور اہل نجد کا قرن ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے

(۱) مسند احمد (۲/۱۷۷)، سنن نسائی، کتاب الجنائز: باب الموت بغیر مولدہ، (حدیث۔۱۸۳۳)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز: باب ما جاء فیمن مات غریباً (حدیث ۱۶۱۴)

(۲) مسند احمد (۲/۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔لوگوں نے ذات عرق کا اندازہ قرن سے کیا۔

(٣) عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: اجتمع ثلاثون بدریا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا: تعالوا حتی نقیس صلاة رسول الله صلی علیه وسلم فیما لم یجهر فیه من الصلاة فما اختلف منهم رجلان فقاسوا قرأته فی الرکعة الاولی من الظهر بقدر ثلاثین اٰیة و فی الرکعة الاخری قدر النصف من ذالك وقاسوا ذلك فی العصر علی قدر النصف من الرکعتین الاخریین من الظهر (١)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس بدری صحابہ اکٹھے ہوئے اور کہا آیئے ہم سری نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مقدار کا اندازہ کریں اس امر میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔انہوں نے ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کی تلاوت کا اندازہ کیا اور دوسری رکعت میں پندرہ کا اور عصر میں ظہر کی آخری دو رکعتوں کا۔

## قیاس اصطلاحی:

قیاس کی تعریف میں علماء اصول کی تعبیرات قیاس کے وضعی معنی میں اختلاف کے سبب سے مختلف ہیں۔

(١) ایک گروہ کہتا ہے۔**استدلال المجتهد وفکرة المستنبط** قیاس مجتہد کے استدلال اور استنباط کرنے والے کے فکر کا نام ہے۔سعد نے حاشیہ ابن رجب میں کہا ہے۔واعلم ان القیاس وان کان من ادلة الاحکام مثل الکتاب والسنة الا ان جمیع تعریفاته واستعمالاته منبئی عن کونه فعل المجتهد یہ بات جان لینی چاہیے کہ قیاس اگرچہ کتاب وسنت کی طرح احکام کے

(١) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوات: باب القراءۃ فی الظہر والعصر (حدیث۔٨٢٨) واسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دلائل میں سے ہے مگر اس کی تمام تعریفات اور استعمالات اس کے فعل مجتہد ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ (۲/ ۲۰۵ حاشیہ سعد علی ابن زجب)

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ قیاس مجتہد کا فعل نہیں ہے بلکہ وہ معنی ہے جو کسی چیز کی اصل یا فرع کے حکم پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا کہنے والوں میں صاحب مسلم الثبوت بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قیاس کو فعل مجتہد کہنا مجازاً رخصت کی شکل ہے شارح نے اس کی علت بیان کی ہے انہ حجة الهية موضوعة من قبل الشارع لمعرفة احكامه (۲/ ۲٤٧ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت) یعنی قیاس خدائی حجت ہے جو احکامات معلوم کرنے کے لئے شارع نے وضع کیا ہے۔

## پہلے گروہ کی تعریفیں

(۱) اثبات مثل حكم معلوم فى معلوم اٰخر لاشتراكهما فى علة الحكم عند المثبت (الاسنوى على البيضاوى) ثابت کرنے والے کے نزدیک حکم کی علت میں اشتراک کی بنیاد پر ایک معلوم چیز کے حکم کا مثل دوسری معلوم چیز میں ثابت کرنا۔

(۲) تعدية الحكم من الاصل الى الفرع بعلة متحدة لا تدرك بمجرد اللغة اى اثبات مثل حكم الاصل فى الفرع (التوضيح على التنقيح) اصل سے فرع کی طرف حکم کا پہنچانا مشترک علت کی بنا پر جسے صرف لغت سے نہ معلوم کیا جا سکے یعنی فرع میں اصل کے حکم کا مثل ثابت کرنا۔

(۳) القياس حمل معلوم على معلوم فى اثبات حكم لهما اونفيه عنهما بامرٍ جامع بينهما (۲/ ٤ كتاب الاحكام للاٰمدى) کسی مشترک علت کی بنیاد پر کسی حکم کے ثابت کرنے یا نفی کرنے میں ایک معلوم چیز کو دوسری معلوم چیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر محمول کرنا قیاس ہے۔

امام غزالی نے اپنی کتاب المنخول ص ۳۲۴ میں اسی تعریف کو اختیار کیا ہے اور مستصفی میں اس قول کا اضافہ کیا ہے من اثبات حکم او صفة او نفيهما عنهما (۲ / ٥٤ المستصفی) کسی حکم یا صفت کے ثابت کرنے یا دونوں کی نفی کرنے کے لئے۔

(٤) اثبات مثل حكم معلوم في آخرو الاشتراكهما في علة الحكم (۲۹۳/۱۳ فتح الباری) حکم علت میں اشتراک کی بنا پر کسی معلوم حکم کا مثل دوسرے معلوم میں ثابت کرنا۔

(٥) ابن رشد لکھتے ہیں:۔ اما القياس الشرعي فهو: الحاق الحكم الواجب لشيء ما بالشرع بالشيء المسكوت عنه لشبهه بالشيء الذي اوجب الشرع له ذلك الحكم اولعلة جامعة بينهما (۱/٥ بداية المجتهد) قیاس شرعی یہ ہے کہ شریعت کے مطابق کسی چیز کے واجب حکم کو کسی دوسری ایسی چیز سے ملانا کہ شریعت جس کے بارے میں خاموش ہے یا تو واجب الحکم چیز سے مشابہت یا دونوں میں کسی مشترک علت کی بنیاد پر۔

جن حضرات نے یہ یا ان کے مثل تعریفات کی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قیاس مجتہد کا فعل ہے۔ لیکن جو حضرات کہتے ہیں کہ وہ خدائی حجت ہے جسے شارع نے اپنے احکام کی معرفت کے لئے وضع کیا ہے انہوں نے اس کی تعریف مندرجہ ذیل طریق پر کی ہے۔

(۱) الاستواء بين الفرع والاصل في العلة المستنبطة من حكم الاصل (۲/٦ الاحكام للآمدی) اصل کے حکم سے استنباط کردہ علت میں اصل اور فرع دونوں کا برابر ہونا۔

(۲) مساواة فرع الاصل في علة حكمه (۲/٤ مختصرا بن حاجب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بحاشية السعد) اصل کی فرع کا اس کے حکم کی علت میں برابر ہونا۔

(۳) مساواة محل لآخر فی علة حکم له شرعی لا تدرك من نصه بمجرد فهم اللغة (۱/ ۲٦٤ تیسیر التحریر) ایک مقام کا دوسرے مقام کے برابر ہونا کسی شرعی حکم کی علت میں جسے محض لغت کے ذریعہ حکم کی نص سے نہ سمجھا جا سکے۔

## تعریفات کے الفاظ میں اختلاف کے دوسرے اسباب:

کبھی تو تعبیر میں باریک بینی اختیار نہ کرنے کی وجہ سے یہ اختلاف ہوتا ہے جس کی بنا پر تعریف قیاس سے عام ہو جاتی ہے اور غیر متعلق اجزاء کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہوتی اور کبھی تعریف قیاس سے خاص ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تعریف تمام اجزاء کی جامع نہیں ہوتی جیسے کچھ حضرات نے یوں تعریف کی ہے۔

(ا) الدلیل الموصل الی الحق او العلم الواقع بالعلوم عن نظر او رد غائب الی شاهد (۲/ ٥٤ المستصفیٰ) ایسی دلیل جو حق تک پہنچانے والی ہو یا غور و فکر سے کسی معلوم چیز سے حاصل کرنا یا غائب کو شاہد کی طرف لوٹا کر علم حاصل کرنا۔

کچھ حضرات نے اس طرح تعریف کی ہے۔

(ب) اصابة الحق او بذل الجهد فی استخراج الحق (۲/ ۳، الاحکام للآمدی) حق تک پہنچنا یا حق کے استخراج کے لئے کوشش کرنا"

چونکہ تعریفیں غیر متعلق اجزاء کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہیں۔ اس لئے کتاب وسنت کے دلائل سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(ج) القیاس هو التشبیه (۱/ ۲، الاحکام للآمدی) قیاس ایک چیز کو دوسرے کے مشابہ کرنے کا نام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(د) حمل الشیء علی غیرہ باجراء حکمه علیه (الرسالہ ۵۱۲،۴۷۷) قیاس ایک چیز کو دوسری چیز پر اس طرح محمول کرنا کہ اس کا حکم بھی اس پر جاری کیا جائے۔

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قیاس کی تعریف:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الرسالہ، علم اصول میں ہم تک پہنچنے والی سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس میں قیاس اور اس کے حجت ہونے کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ موصوف نے قیاس کی تعریف اس طرح کی ہے:

كل ما نزل بمسلم ففيه حكم لازم اوعلى سبيل الحق فيه دلالة موجودة وعليه اذاكان فيه بعينه حكم اتباعه واذالم يكن فيه بعينه طلب الدلالة على سبيل الحق فيه بالاجتهاد والاحتهاد القياس (٤٧٧، ٥١٢ الرساله للشافعی)

کسی مسلم کو جو حالات بھی پیش آئیں اس کے متعلق کوئی لازم حکم ہوگا یا بطور حق اس میں حکم کی کوئی دلالت موجود ہوگی۔ جب بعینہ حکم موجود ہو تو مسلم پر اس کی اتباع واجب ہے۔ اور جب بعینہ حکم موجود نہ ہو تو اجتہاد کے ذریعہ راہ حق پر دلالت طلب کی جائے گی اور (یہ) اجتہاد قیاس ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ حکم شرعی یا تو نص سے معلوم ہوگا یعنی نص میں بعینہ موجود ہوگا یا نص کے معانی اور مقاصد کو معلوم کر کے اور تطبیق کر کے حاصل کیا جائے گا اور یہی قیاس ہے۔

امام موصوف نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔

كل حكم له و لرسوله وجدت عليه دلالة فيه اوفی غيره من احكام الله او رسوله بانه حكم به لمعنى من المعانی فنزلت نازلة ليس فيها

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نص حکم فیها حکم النازلة المحکوم فیها اذا کانت فی معناها۔

اللہ اور رسول کے کسی حکم یا اللہ و رسول کے دیگر احکام میں کسی معنی کے لئے دلالت پائی جاتی ہو پھر کوئی واقعہ پیش آیا جس کے متعلق کوئی نص موجود نہیں ہے۔ تو اس پر ایسے واقع کا حکم لگایا جائے گا جس کے متعلق حکم لگایا گیا ہے یہ اس وقت ہوگا جب معنی میں یکسانیت ہو۔

یک اور جگہ لکھتے ہیں

القیاس ماطلب بالدلائل علی موافقة الخبر المتقدم من الکتاب والسنة لانهما علم الحق المفترض طلبه' کطلب ما وصفت قبله من القبلة والعدل والمثل' وموافقته تکون من وجهین: احد هما ان یکن الله او رسوله حرم الشیء منصوصاً او احله لمعنی فاذا وجدنا مافی ذالك المعنی فیما لم ینص فیه بعینه کتاب ولا سنة: احللناه اوحرمناه' لانه فی معنی الحلال اوالحرام' اونجد الشیء یشبه الشیء منه والشیء من غیره ولا نجد شیئاً اقرب به شبها من احدهما فتلحقه باولی الاشیاء شبها به' کما قتلنا فی الصید (الرساله ٤٠)

کتاب یا سنت کی متقدم خبر سے موافقت کی بنیاد پر دلائل سے کسی بات کو حاصل کرنے کا نام قیاس ہے اس لئے کہ یہ دونوں علم حق ہیں۔ جن کا حاصل کرنا فرض ہے جیسے قبلہ' برابری اور مثل کا طلب کرنا۔ اس کی موافقت دو طریقوں سے ہوگی ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے کسی چیز کو نص کیساتھ حرام کیا ہو یا اسے کسی معنی میں حلال کیا ہو۔ تو جب ہم اس معنی کی چیز کسی ایسی چیز میں پائیں گے جس میں کتاب وسنت کی نص نہیں ہے تو اسے حلال یا حرام ٹھہرائیں گے اس لئے کہ وہ حلال یا حرام کے معنی میں ہے۔ یا ہم کوئی ایسی چیز دیکھیں کہ خود اسی میں سے اور اس کے غیر میں سے دو چیزیں اس کے مشابہ ہیں اور ہم کوئی ایسی چیز نہ پائیں جو ان دونوں میں سے کسی سے بھی اس چیز سے زیادہ قریب ہو تو ایسی صورت میں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز کو مشابہت میں زیادہ اولیٰ چیز سے ملایا جائے گا۔

## اصولی اور منطقی قیاس:

قیاس اصولی یہ ہے کہ کسی چیز کے حکم سے کسی دوسری چیز کے حکم کے لئے دلیل معلوم کرنا بغیر اس کے کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے عام ہو، علماء منطق اسے تمثیل کہتے ہیں۔

علماء منطق کے یہاں قیاس نام ہے عام کے حکم سے خاص کے حکم پر استدلال کا جیسا کہ ان کے یہاں استقراء نام ہے جزئی کا کلی پر حکم لگانے کا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ان تسمية المنطقيين الاستدلال بالقياس ظلم على الاسم فخطاء على الوضع لان القياس يستدعي مقاسا ومقاساعليه (النبراس ٤٥)

منطقیوں کا استدلال کو قیاس کا نام دینا قیاس کے نام پر ظلم ہے اور وضع کی غلطی ہے کیونکہ قیاس میں مقاس (جس کو قیاس کیا جائے) اور مقاس علیہ (جس پر قیاس کیا جائے) دونوں ضروری ہیں۔

## قیاس اور اجتہاد:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ دونوں ایک معنیٰ کے دو نام ہیں۔ جو قیاس کی تعریف میں پہلے گذر چکا ہے اور ان دونوں میں قدر مشترک ظاہر کرنے کے لئے امام موصوف کا وہ قول پیش کیا جاتا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اجتہاد قیاس سے اعم ہے۔ اجتہاد کبھی قیاس ہوتا ہے اور کبھی عام احکامات اور دقیق الفاظ اور قیاس کے علاوہ تمام ادلہ کے طریقوں پر غور و فکر کے ذریعہ پھر اجتہاد علماء کے عرف میں حصول حکم کے لئے مجتہد کی جدوجہد کو کہتے ہیں۔ جو شخص اپنی پوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وسعت وطاقت اس امر میں لگادے اس کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔معمولی کوشش کو اجتہاد نہیں کہتے اس سے قیاس کے معنی کی خصوصیت کے اظہار کے بجائے صرف قیاس کرنے والے کی کوشش کا اظہار ہوتا ہے۔ اور قیاس کبھی اتنا واضح ہوتا ہے کہ اس میں زیادہ محنت ومشقت کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔(۱)

(۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اس ناحیے (زاویہ) سے پیش کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس سے مبالغہ مراد لیا ہے۔ اس لئے کہ قیاس اجتہاد کے اہم مباحث میں سے ہے اس لئے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان الحج عرفة (۲)(احمد سنن) حج عرفہ' کی طرح ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تمام وسعت وطاقت کو قرآن وسنت میں نازل شدہ حکم کی طلب میں لگانا اجتہاد ہے جس شخص نے قرآن حاصل کیا' اس کی آیتوں کو پڑھا' سنن واحادیث کو حاصل کیا اور احادیث کو پڑھا تا کہ اسے پیش آنے والے واقعہ کا حکم معلوم ہو سکے ایسے شخص نے اجتہاد کیا۔ امام ابن حزم کا اجتہاد کے مفہوم کو اس طرح محدود کر دینا ایک طرح کا تکلف ہے (۲۔۹۷۷) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم)

## وہ اجتہاد جو قیاس ہے:

ہم نے بیان کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اجتہاد قیاس سے اعم ہے۔ اجتہاد کب قیاس ہوتا ہے اور کب نہیں ہوتا اس کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اجتہاد کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) المستصفیٰ ۲/ ٥٤ روضة الناظر ۱۴۵

(۲) سنن ابی داوٗد' کتاب المناسک: باب من لم یدرك عرفة' (حدیث۔۱۹۴۹)۔سنن ترمذی۔کتاب الحج: باب ماجاء فیمن ادرك الامام بجمع (حدیث۔۸۸۹)۔سنن نسائی' کتاب مناسك الحج: باب فرض الوقوف بعرفة' (حدیث۔۳۰۱۹)۔سنن ابن ماجۃ' کتاب المناسک: باب من اتی عرفة قبل الفجر' (حدیث۔۳۲۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱) **تحقیق مناط**: یعنی شارع نص بیان کرے یا امت حکم کو کلی معنی پر محمول کرنے پر اجماع کرے۔ پھر بعض انواع میں اس کے ثبوت پر غور کیا جائے جیسے شراب یا جوئے کی حرمت یا قبلہ کے استقبال کا حکم کہ اس کے بعد بعض دیگر انواع میں غور کرنا باقی ہے کہ وہ انواع شراب ہیں یا جوا یا جہت قبلہ یہی ہے وغیرہ۔

اجتہاد کی اس قسم کے واقع ہونے پر اتفاق ہے اور یہ ہر شریعت کی ضرورت بھی ہے اس کی حقیقت کسی چیز کو اس کی نظیر کے مثل کرنا یا جزئی کو کلی کے تحت لانا ہے ان دونوں کا نام قیاس تمثیل اور قیاس شمول ہے۔ یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

(۲) **تنقیح مناط**: کچھ مقرر اشخاص کے بارے میں حکم کی نص بیان کی جائے پھر ہم معلوم کریں کہ حکم ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ غیر میں بھی ثابت ہے۔ تو ہمیں ضرورت لاحق ہو کہ دار ومدار کو اس کی تنقیح کے ذریعہ جانیں مثلاً اعرابی رمضان شریف کے دن میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کفارہ کا حکم دیا(۱) ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ اس کا کوئی اثر نہیں ہے نیز حکم اس کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا اور کپڑے پر زعفران مل لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اپنا جبہ اتار دے اور زعفران اس سے دھو دے اس کا نشان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا (۲) کیا آپ نے اسے اس لئے منع کیا کہ محرم خوشبو استعمال نہیں کر سکتا یا اس بنا پر کہ مرد زعفران آلود کپڑا استعمال نہیں کر سکتا۔

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الصوم: باب اذا جامع فی رمضان (حدیث۔۱۹۳۶)۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام: باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان (حدیث۔۱۱۱۱)

(۲) صحیح بخاری، کتاب الحج: باب غسل الخلوق ثلاث مرات (حدیث۔۱۵۳۶) صحیح مسلم، کتاب الحج: باب مایباح للمحرم بحج اوعمرۃ بسنۃ (حدیث۔۱۱۸۰)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گھی میں گرے ہوئے چوہے کے متعلق جب سوال کیا گیا تو فرمایا چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دو(۱) اس میں مؤثر نجاست سے عدم تغیر یا اس کا جامد ہونا یا گھی میں چوہے کا گرنا ہے کہ اسے دوسری سیال چیزوں تک متعدی نہ کیا جا سکے۔

اس کے متعلق صحیح بات وہی ہے جو مشہور آئمہ کا مسلک ہے کہ اس میں حکم ناپاک شئی سے متعلق ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے جبکہ وہ گھی یا اس جیسی دوسری سیال اشیاء میں گر جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پاک چیزوں کو حلال کیا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے جب ہم حکم کو اس معنی سے متعلق کریں گے تو ہمارا عمل کتاب اللہ پر ہوگا۔ لہٰذا جب ناپاک چیز پاک چیز میں گر پڑے تو ناپاک اور اس کے پاس کی چیز کو پھینک کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب پاک چیز کو کھایا جائے گا۔

یہ قیاس کے حجت ہونے پر مبنی نہیں ہے کیونکہ اس پر عمل کرنے میں لوگوں کا اتفاق ہے اور شریعتوں میں اس کی اشد ضرورت ہے۔ اور بہت سے قیاس کا انکار کرنے والے اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر چہ اسے قیاس کا نام نہیں دیتے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی انھیں لوگوں میں سے ہیں جو اسے قیاس نہیں کہتے۔

**(۳) تخریج مناط**: یہی قیاس محض ہے کچھ معاملات میں حکم کی نص بیان کی جائے۔ جن کے بارے میں کبھی خیال ہوتا ہو کہ حکم ان کے ساتھ خاص ہے تو ان امور سے استدلال کر کے یہ ثابت کیا جائے کہ انھیں کی طرح دوسرے امور بھی ہیں۔ یا تو دونوں میں فرق کرنے والی چیز نہ ہونے کی وجہ سے یا اس وصف میں مشترک ہونے کی بنا پر جس کے لئے یہ دلیل موجود ہو کہ شارع نے اصل میں حکم اسی وصف سے متعلق کیا ہے اسی قیاس کے قائل جمہور ہیں۔ اور منکرین اس کا انکار کرتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی ۱۹/۱۵/۱۸)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الذبائح: باب اذا وقعت الفارۃ فی السمن (حدیث۔ ۵۵۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## قیاس اور رائے:

بعض علماء اصول کا نظریہ ہے کہ قیاس اور رائے ایک چیز ہیں۔ دوسرے حضرات نے کہا کہ رائے غور وفکر کو کہتے ہیں اور قیاس ایک چیز کو دوسرے سے ملانے کو کہتے ہیں۔ اور شاید جن حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ رائے قیاس سے عام ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ رائے قیاس کے سوا دوسری چیز ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ وقالوا بالرائے دون القیاس اور لوگ رائے کے قائل ہیں قیاس کے نہیں۔

اس مسئلے کو وضاحت سے معلوم کرنے کے لئے کرمانی علی البخاری، فتح الباری (۲۹/۱۳) الام للشافعی (۲۹۱/۷) کی طرف رجوع کیجیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فصل اول

## (قیاس کے حجت ہونے میں علماء کے مذاہب)

دنیاوی امور میں قیاس کے حجت ہونے میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے۔ اسی لئے امام رازی نے مطلقاً لکھا ہے کہ بان العلماء اتفقوا علی ذالك علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے (۲۰۳/۲، ۲۰۴ شرح الجلال علی جمع الجوامع)

عقلی مسائل میں قیاس کے حجت ہونے کے اکثر فقہاء شافعیہ، معتزلہ اور ظاہری قائل ہیں۔ لیکن ایک گروہ نے عقلی مسائل میں اس کے حجت ہونے کا انکار کیا ہے جن میں سے ابوبکر بن داؤد اصفہانی بھی ہیں (۱۹۹/۱ ارشاد الفحول لشوکانی)

## شرعی مسائل میں قیاس

### تاریخی جائزہ:

دور صحابہ ہی سے علماء نے قیاس کی اور اس پر عمل کی اجازت دی ہے۔ ابراہیم بن سیار النظام نے سلف کے راستے کی مخالفت کرتے ہوئے قیاس کی نفی کی ہے اور احکام میں اجتہاد کو ناجائز بتلایا ہے۔ جس پر معتزلہ کا ایک گروہ بھی عمل پیرا ہوا۔ اس سلسلے میں نظام کی متابعت کرنے والے جعفر بن حرب، جعفر بن مبشر اور محمد بن عبداللہ الاسکافی ہیں۔ یہ معتزلی ہیں اور اعتزال میں اپنے پیروں کے امام ہیں۔ اہل سنت میں سے داؤد بن علی بن خلف اصفہانی نے قیاس کی نفی کے سلسلے میں معتزلہ کی پیروی کی ہے لیکن انہوں نے دلیل کو ثابت کیا ہے۔ جو قیاس کی ایک قسم ہے (۷۷/۲، ۷۸ جامع بیان العلم)

دلیل سے مراد مصطلح قیاس جلی ہے یعنی فارق کے ساتھ قیاس کرنا۔ ابن حزم نے داؤد کی طرف اس قول کی نسبت سے انکار کیا ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ نظام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پہلا شخص ہے جس نے قیاس کی نفی کی بات ایجاد کی اور اس کے بعد پھر دروازہ کھل گیا۔(۱) اس قضیے میں نزاع اور مناظرہ چھڑ گیا کچھ نے اپنی رائے میں غلو اختیار کیا۔ ہر گروہ نے دوسرے کی عیب جوئی کی ایسی تہمتیں تراشیں جو کسی مسلمان کے لائق نہیں ہیں۔ ابن حزم کی کتاب الاحکام میں بہت سی تہمتوں کا ذکر موجود ہے۔ ابو محمد یزیدی نحوی نے منکرین قیاس کی تردید میں ایک قصیدہ کہا ہے' جو یہ ہے۔

مـــاجهـــول لـعـــالـم بـمـدان
لا ولاالــعـــي كـــائـن كــالبيـــان

کوئی جاہل آدمی عالم شخص کے برابر نہیں ہو سکتا اور نہ لکنت بیان کی طرح ہو سکتی ہے۔

فـــاذا عـمـيــت فـــاسـئل نجـدة
ان بـعـض الا خبـــار مثل الـعيـــان

جب تم پر کوئی بات عیاں نہ ہو تو مدد طلب کرو اس لئے کہ بعض خبریں مشاہدے کی طرح ہوتی ہیں۔

ثـم قـــس بـعـض مـا سمعت ببعض
وأت فـيـمـــا تـقـول بـالبـرهـــان

پھر تم نے جو کچھ سنا ہے بعض کو بعض پر قیاس کرو اور اپنی باتوں پر دلیل لاؤ۔

لا تـكـن كـــالـحـمـــار يـحـمل اسفـا
رًا كـمـــا قـد قـرأت فـى الـقـران

---

(۱) ابن حزم اس بات کے منکر ہیں کہ صحابہ نے قیاس کی بات کہی ہو ان کا خیال ہے کہ قیاس دوسری صدی ہجری کی پیداوار ہے جس کا بعض لوگوں نے اقرار اور تمام لوگوں نے انکار کیا۔ (القیاس لابن حزم ص ۱۵) امام ذہبی نے اس پر حاشیہ لگایا ہے۔ بل القياس كان فى زمن الصحابه۔ بلکہ قیاس صحابہ کے دور میں تھا۔ ملاحظہ ہو (الاحکام لابن حزم ۷/۷۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن میں جیسا کہ تم نے پڑھا ہے اس گدھے کی طرح نہ ہو جاؤ جو کتابوں کا بوجھ لادتا ہے۔

ان هذا القياس في كل امر

عند اهل العقول كالميزان

یہ قیاس اہل عقل کے یہاں تمام امور میں ترازو کی طرح ہے۔

لا يجوز القياس في الدين الا

لفقيه لدينه ضوان

دین میں قیاس صرف ایسے فقیہ کے لئے جائز ہے جو اپنے دین کا محافظ ہو۔

ليس يغني عن جاهل قول راو

عن فلان وقوله عن فلان

کسی راوی کا قول کہ اس نے فلاں سے اور فلاں نے فلاں سے روایت کیا کسی جاہل کے لئے کفایت نہیں کرسکتا۔

ان اتاه مسترشدا افتاه

بحديثين فيهما معنيان

اگر اس کے پاس کوئی ہدایت حاصل کرنے آیا تو اسے ایسی دو حدیثوں سے فتویٰ دیا جن کے دو معنی ہیں۔

ان من يحمل الحديث ولا يعرف

فيه المراد كالصيد لانى

جو شخص حامل حدیث ہے لیکن اس کا معنی مراد نہیں سمجھتا اس کی مثال دوا فروش کی سی ہے۔

حين يلقى لديه كل دواء

وهو بالطب جاهل غير وان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس کے پاس ہر دوا موجود رہتی ہے لیکن وہ طب سے بالکل ناواقف ہے۔

حکم اللہ فی الجزاع ذوی عد
ل لذی الصید بالذی یریان

اللہ نے شکار والے کے بارے میں حکم دیا کہ دو انصاف پرور اپنی صواب دید سے بدلے کا فیصلہ کریں۔

لم یوقت ولم یسم ولکن
قال: فیہ فلیحکم العدلا ن

نہ وقت مقرر کیا اور نہ نام لیا لیکن فرمایا کہ اس میں دو عدل پرور فیصلہ کریں۔

ولنا فی النبی صلی علیہ
اللہ والصالحون کل اوان

اور ہمارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات میں ہمیشہ کے لئے اسوہ ہے۔

اسوۃ فی مقالۃ لمعاذ
اقض بالرای ان اتی الخصمان(۱)

جو معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے آپ نے کہی کہ جب تمہارے پاس دو جھگڑنے والے آئیں تو رائے سے فیصلہ کرنا۔

وکتاب الفاروق یرحمہ اللہ
ٔ الی الاشعری فی تبیان

(۱) شاید اس سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجتے ہوئے پوچھا تھا کہ تم کیسے فیصلہ کرو گے الخ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ضعف کے اسباب کو شیخ ناصر الدین البانی نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۸۸۵ میں بیان کیا ہے۔ اور ان محدثین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور فاروق اعظم رحمہ اللہ کے مکتوب میں (ابوموسیٰ) اشعری (رضی اللہ عنہما) کے نام جو واضح ہے۔

قس اذا اشکلت علیك امور
ثم قل بالصواب والعرفان(۱)

جب تمہارے لئے مسائل پیچیدہ ہو جائیں تو قیاس سے کام لو پھر درست اور علمی بات کہو۔

سفیان بن عیینہ نے ابن شبرمہ سے ان کا شعر نقل کیا ہے۔

احکم بما فی کتاب اللہ مقتدیا
وبالنظائر فاحکم بالمقاییس

کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کی اقتداء کرتے ہوئے فیصلہ کرو اور نظائر و امثال میں قیاسی اصولوں سے فیصلہ کرو۔

قیاس کی نفی کرنے والوں نے قیاس کو تسلیم کرنے والوں پر لعن طعن کیا ہے۔ چنانچہ بصرہ کے بعض شعراء نے امام ابوحنیفہ اور زفر کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

ان کنت کاذبة بما حدثتنی
فعلیك اثم ابی حنیفة اوزفر

تو نے جو کچھ بیان کیا اگر اس میں جھوٹی ہے تو ابوحنیفہ اور زفر کی ساری خطائیں تجھ پر ہوں گی۔

الواثبین علی القیاس تعدیا
والناکبین عن الطریقة والاثر

جنھوں نے قیاس کو تعدی کے طور اختیار کیا اور طریقہ واثر سے دور ہٹ گئے

(۱) ۱۳/۲۹۷،۲۹۸ فتح الباری اور ۲/۸۴ بیان العلم وفضله لابن عبد البر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلت البلاد فارتعوافی رجها
ظهر الفساد ولا سبیل الی الغیر

شہر ویران ہو گئے تو خوب کھل کر حصول جاہ ومنال کر و فساد پھوٹ پڑا اور اب تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو جعفر طحاوی نے جب ان اشعار کو پڑھا تو کہا۔

وودت ان لی اجرهما وحسنا تهما
وعلّی اثمها وسيئا تهما

مجھے محبوب ہے کہ ان دونوں کے اجر اور نیکیاں مجھے مل جائیں اور ان کے گناہ اور خطائیں مجھ پر لاد دیئے جائیں۔

یہ (طحاوی) مختلف اقوام کے حالات کے بہت بڑے عالم تھے۔ کوفی المذہب تھے اور دیگر مذاہب فقہ کے جاننے والے تھے۔

اس سلسلے کے لطیف بیانات میں مسروق (۱) کا یہ قول ہے۔

كنامن الدين قبل اليوم فی سعة
حتی ابتلينا باصحاب المقاييس

ہم دین کے سلسلے میں بڑی کشادگی میں تھے لیکن اب قیاس والوں کی مصیبت آ پڑی ہے۔

قاموا من السوق قلت مكاسبهم
فاستعملو ا الرای عند الفقر والبوس

جب ان کی کمائیاں کم ہوگئیں تو بازار سے اٹھ کھڑے ہوئے اور محتاجی و مسکینی کے وقت رائے کو اپنا لیا۔

(۱) غالبًا یہ مسروق وراق ہیں نہ کہ مشہور عالم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اما العريب فقوم لا عطاء لهم
وفي الموالي علامات المقاييس

عرب لوگوں کے لئے کوئی عطیہ نہیں ہے اور غلاموں میں قیاس کی علامتیں ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسروق سے ملاقات کی تو کہا تم نے ہماری ہجو کی ہے ہم تمہیں راضی کریں گے۔ پھر کچھ دراہم بھیجے اس پر انہوں نے کہا۔

اذا ما اهل مصر باد هونا
بآبدة من المفتيا لطيفة

جب شہر کے لوگوں نے کسی عظیم حادثے پر مجھ سے فی الفور اچھے فتوے کی مانگ کی

اتينا هم بمقياس صحيح
صليب من طراز ابي حنيفة

تو ابوحنیفہ کے طرز پر ہم نے صحیح اور ٹھوس طریقہ قیاس سے ان کو بتا دیا۔

اذا سمع الفقيه به وعاه
واثبته بحبر في صحيفة

فقیہ جب اسے سنتا ہے تو یاد کر لیتا ہے اور کتاب میں قلم بند کر لیتا ہے۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں۔ یہ اشعار جب اس دور کے ایک صاحب نظر اہل حدیث تک پہنچے تو اس نے جواباً کہا:

اذا ذو الرأي خاصم عن قياس
وجاء ببدعة منهم سخيفة

جب صاحب رائے مختلف فیہ مسئلے میں قیاس سے کام لے کر لوگوں کے سامنے اوچھی بدعت پیش کرتا ہے۔

اتينا هم بقول الله فيها

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واثار مبرزة شريفة

تو ہم ان کے سامنے اللہ کا قول اور اس کے متعلق واضح اور پاک احادیث نبوی پیش کرتے ہیں۔(۹۵/۲ جامع بیان العلم)

ان اشعار سے دونوں فریق کے اختلاف اور تنازع کی حد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو تناقض کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ عقل قیاس کو واجب ٹھہراتی ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ محال ٹھہراتی ہے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ عقلاً وہ جائز ہے۔

وجوب یا جواز عقلی کے قائلین میں سے کچھ اس کے واقع ہونے کے قائل ہیں اور کچھ نہ واقع ہونے کے۔ واقع ہونے کے قائلین میں سے کچھ لوگ صرف شرعی امور تک محدود مانتے ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے اسے شرعی' لغوی اور عقلی امور میں بھی جائز بتایا ہے۔

## پہلا گروہ:

نظام اور معتزلہ کے ایک گروہ نے جن کا ذکر گذر چکا ہے اس کے عقلاً محال ہونے کو واجب قرار دیا ہے۔ یہی بات اہل ظاہر' نہروانی' قاشانی اور شیعہ گروہ کے امامیہ فرقے نے بھی کہی ہے۔

## دوسرا گروہ:

عقلاً واجب ہونے کا قائل ہے ان میں سے قفال' شاشی' شافعی' ابوالحسین بصری معتزلی بھی ہیں۔

## تیسرا گروہ:

یہ اعتدال پسندوں کا طبقہ ہے جو عقلاً جائز بتاتا ہے۔ نہ تو اسے واجب اور نہ ہی اسے محال ٹھہراتا ہے۔ البتہ ان میں کچھ اختلاف واقع ہوا تو کچھ نے عقلاً جائز اور شرعاً اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واقع ہونے کو محال بتایا۔ دوسرے لوگوں نے بتایا کہ عقلاً جائز ہے اور شرعاً واقع ہے۔ یہی لوگ جمہور صحابہ اور فقہاء و متکلمین ہیں۔ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ میں ایسے جلیل القدر تابعین کا ذکر کیا ہے جن سے انہوں نے معلوم کیا کہ وہ اپنی رائے سے اجتہاد کرتے ہوئے فتویٰ دیتے تھے۔ اور جن باتوں کے لئے نص نہیں پاتے ان میں اصول کے مطابق قیاس کرتے تھے۔ ان میں مدنی، مکی، یمنی، کوفی، بصری، مصری سبھی ہیں۔ وہ ستر کے قریب یا اس سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے مخصوص حضرات کے اسماء ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔

سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، ابن شہاب، ربیعہ، مالک، عطاء، مجاہد، عکرمہ، ابن جریج، ابن عیینہ، شافعی، علقمہ، قاضی شریح، مسروق، شعبی، ابوحنیفہ، ثوری، حسن، ابن سیرین، مکحول، اوزاعی، لیث بن سعد، مزنی، بویطی، اسحٰق بن راہویہ، ابوعبید القاسم بن سلام، ابوجعفر طبری وغیرہ۔

## قیاس میں غلو کرنے والے:

جواز عقلی اور وقوع شرعی کے قائلین میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے قیاس کے ثابت کرنے میں اسراف اور توسع سے کام لیا ہے اور ایسی چیزوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن میں علت کے اعتبار سے کوئی اشتراک نہیں ہے۔ پھر قیاس کی قوت میں زیادتی پیدا کرتے ہوئے انہوں نے کبھی بعض معلومات کے لئے قیاس کو ضروری اور مخصوص قرار دیا۔ بلکہ قاضی ابوالفرج مالکی اور ابوبکر اسدی مالکی کہتے ہیں کہ قیاس خبر واحد مسند مرسل سے بڑھ کر ہے (۹۳۰/۲ الاحکام لابن حزم)۔

لیکن محقق علماء نے اس طریقے کو پسند نہیں کیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس قول کی تردید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کرتے ہیں۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ِوَالرَّسُوْلِ اگر کسی چیز کے بارے جھگڑ پڑو تو اس معاملے کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ اس بارے میں اللہ اور رسول نے جو کچھ کہا ہے اس کی اتباع کرو۔ اللہ اعلم!

## قیاس کو بوقت ضرورت استعمال کرنے کے قائل:

جواز عقلی اور وقوع شرعی کے قائلین میں ایک طبقہ ہے جو مذکورہ گروہ کی طرح غلو نہیں کرتا۔ اس کا نظریہ ہے کہ جہاں نص اور اجماع نہیں ہے وہاں قیاس حجت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اسراف اور غلو میں قدم نہ رکھا جائے' جمہور علماء سنت کا یہی قول ہے۔ یہی ابن عبدان سے بھی منقول ہے انہوں نے اضطراری حالت کے علاوہ قیاس سے منع کیا ہے (۲۰۵/۲ جمع الجوامع بشرالجلال)

اس مسئلے میں ابن عبدان امام شافعی کے پیرو ہیں' ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

والحاصل ان المصیر الی الرای انما یکون عند فقد النص...ثم یقول والی ھذا یؤمی قول الشافعی فیما اخرجه البیھقی بسند صحیح الی احمد بن حنبل سمعت الشافعی یقول : القیاس عند الضرورة (۲۹۱/۱۳ فتح الباری۔ ۷۲۳/۱ اعلام الموقعین)

حاصل گفتگو یہ کہ رائے کی ضرورت نص موجود نہ ہونے پر ہوتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں۔ امام شافعی کے اس قول سے بھی اسی کی طرف اشارہ ہوتا ہے جسے بیہقی نے صحیح سند سے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے امام شافعی سے سنا فرماتے تھے: قیاس ضرورت کے وقت ہی ہے۔

امام احمد نے شافعی سے جو روایت نقل کی ہے' امام شافعی نے الرسالہ میں اس طرح تصریح کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وبحکم بالاجماع' ثم القیاس وھو اضعف عن ھذا ولکنھا منزلة ضرورة' لانه لا یحل القیاس والخبر موجود' وکما یکون التیمم طھارة فی السفر عند الاعواز من الماء ولا یکون طھارة اذا وجد الماء انما یکون طھارة عند الاعواز (۵۹۹ الرسالہ)

ہم اجماع سے فیصلہ کریں گے پھر قیاس سے لیکن یہ اس سے ضعیف ہے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر اس کا استعمال ہوگا کیونکہ خبر کے موجود ہونے پر قیاس جائز نہیں ہے جس طرح سفر میں پانی نہ ہونے پر تیمم ہی طہارت ہوتا ہے لیکن پانی مل جانے پر تیمم طہارت نہیں رہ جاتا۔

امام احمد نے مرسل اور ضعیف حدیث کو جب کسی مسئلے میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو قیاس پر مجبور کرے قیاس پر ترجیح دی ہے۔ ان کے نزدیک ضعیف صحیح کا قسیم ہے اور حسن قسموں میں سے ایک قسم ہے اس لئے وہ باطل اور منکر نہیں ہے اور نہ ہی وہ روایت ہے جس میں کوئی ایسا متہم راوی ہے جسے تسلیم نہ کیا جا سکتا ہو (۱/۳۱' ۳۲ اعلام الموقعین)

امام ابو حنیفہ خبر مرسل اور ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے قیاس کو جائز نہیں قرار دیتے۔ ایسے شخص کی روایت جس کا کوئی مخالف نہ ہو ان کے نزدیک قیاس سے بہتر ہے (۲/۹۳۰ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم)

امام شافعی نے صحابی کے قول پر قیاس کو ترک کر دیا ہے لکھتے ہیں۔:

والقیاس عندی قتل الراھب لولا ماجاء عن ابی بکر رضی اللہ عنه فترك صریح القیاس لقول الصدیق (۱/۸۰ اعلام الموقعین)

قیاس میرے نزدیک یہ ہے کہ راہب کو قتل کر دیا جائے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کے ہوتے ہوئے ایسا درست نہیں۔ یہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سامنے صریح قیاس کو ترک کر دیا۔

متاخرین میں سے صنعانی نے امام شافعی کی پیروی کی ہے، لکھتے ہیں۔

وعلم القياس هو طريق استنباط الحكم من الكتاب والسنة مالم نجد صريحا من نص كتاب إوسنة اواجماع (سبل السلام ٤/ ١١٦)

جب ہمیں کتاب وسنت اور اجماع سے نص صریح نہ ملے ایسی صورت میں کتاب وسنت سے حکم استنباط کرنے کے طریقے کا نام قیاس ہے۔

## وہ امور جن کے قیاس ہونے پر اتفاق یا اختلاف ہے:

جواز عقلی اور وقوع شرعی کے قائلین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قیاس شبہ اور قیاس معنی دونوں قیاس میں داخل ہیں۔ لیکن انہوں نے فحوائے کلام قیاس پر شارع کی تنصیص اور شیء کے اس کے ہم معنی شیء کے ساتھ الحاق کے امر میں اختلاف کیا ہے۔

## مفہوم موافقت:

بعض اصولیوں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ مفہوم موافقت میں دلالت لفظی پائی جاتی ہے اس میں قیاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہی حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب ہے نیز بعض شافعیہ متکلمین کا ایک گروہ اور اہل ظاہر بھی اس کے قائل ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس کا دلالت لفظی ہونا اس کے قیاس ہونے کے منافی ہے (۲۸۷ القواعد والفوائد الاصولیہ) اس کا اشارہ ابن ہمام کی اس تعریف میں ملتا ہے:

مساواة محل لاخر في علة حكم له شرعي لا تدرك من نصه بمجرد فهم اللغة

ایک مقام کو دوسرے کے شرعی حکم کی علت میں برابر کرنا جو اس کی نص سے محض زبان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سمجھنے کی بنیاد پر حاصل نہ کیا جاسکے۔

اسی طرح صدر الشریعہ کی تعریف ہے

تعدية حكم من الاصلال الى الفرع بعلة متحدة لاتعريف بمجرد اللغة

اصل کے حکم کو فرع کی طرف متحد علت کی بنا پر لوٹانا جو صرف لغت سے نہ معلوم کی جاسکے۔

نہروانی اور قاشانی کہتے ہیں کہ قیاس عقلاً محال ہے اور شرعاً واقع نہیں ہوسکتا پھر بھی انہوں نے مفہوم موافقت پر عمل کرنا لازم قرار دیا ہے لیکن اسے قیاس نہیں مانا ہے (ارشاد الفحول ۱۹۹)

اسی کے بالمقابل دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ مفہوم موافقت قیاس جلی ہے ان میں ابن ابی موسیٰ، ابو الحسین جزری، ابو الخطاب حلوانی شافعی اور ان کے اصحاب شامل ہیں (القوائد والفوائد الاصولیہ)

امام شافعی نے الرسالہ میں اس مفہوم کی توضیح یوں کی ہے:

فاقوى القياس ان يحرم الله فى كتابه اويحرم رسول الله القليل من الشىء فيعلم ان قليله اذاحرم كان كثيره مثل قليله فى التحريم او اكثر بفضل الكثرة على القلة وكذلك اذا حمدعلى يسير من الطاعة كان ماهو اكثر منها اولى ان يحمد عليه وكذلك اذا اباح كثير شىء كان الاقل منه اولى ان يكون مباحا (٥١٣ الرسالة للشافعى)

سب سے قوی قیاس یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں یا رسول اللہ ﷺ نے کسی تھوڑی چیز کو حرام کیا ہے اس سے یہ جانا جائے کہ جب اس کا تھوڑا حصہ حرام ہے تو زیادہ حصہ بھی حرام ہوگا یا اس سے بڑھ کر ہوگا قلت پر کثرت کی برتری کے سبب سے۔ اسی طرح تھوڑی اطاعت پر تعریف کی جائے تو زیادہ اطاعت لازماً تعریف کی مستحق ہے نیز اگر کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز کو مباح کر دیا گیا تو لازم ہے کہ اس کا قلیل بھی مباح کر دیا جائے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ مفہوم موافقت قیاس ہے یا نہیں۔ امام شافعی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: بعض اہل علم اس کو قیاس کا نام دینا جائز نہیں ٹھہراتے اور کہتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ وہ بعینہ وہی چیز ہے کسی اور پر قیاس نہیں ہے۔ اسی طرح کی بات دوسرے مقام پر بھی کہی ہے۔ یعنی جو چیز حلال کے معنی میں ہے وہ حلال ہے اور جو حرام کے معنی میں ہے وہ حرام ہے۔ قیاس صرف اسی کو کہا جا سکتا ہے جسے ایسی چیز سے تشبیہ دینے کا احتمال لاحق ہو جس میں دو مختلف معانی کی مشابہت موجود ہونے کا احتمال ہو۔ پھر اسے دونوں میں سے ایک پر قیاس کے لئے پھیر دیا جائے گا۔

ایک دوسرے صاحب علم کہتے ہیں۔

ماعداالنص من الكتاب اوالسنة فكان فى معناه فهو قياس والله اعلم۔

کتاب یا سنت کی نص سوا جو چیز ان کے معنی میں ہو وہ قیاس ہے۔ واللہ اعلم

(۵۱۵، ۵۱۶ الرسالہ)

تعجب یہ ہے کہ ابن حزم مفہوم موافقت کے حجت ہونے کے منکر ہیں۔ ملخص ابطال القیاس ص ۲۹ میں لکھتے ہیں۔

فاما قوله فلا تقل لهما اف... فما فهم احد قط فى لغة العرب ولا العقل ان قول اف يعبر به عن القتال والضرب ولولم يات الا هذه الآية ماحرم لهما الا قول اف فقط۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ان دونوں کو اف نہ کہو، اس کا مفہوم عربی زبان میں کبھی کسی شخص نے یہ نہیں سمجھا نہ عقل نے جائز قرار دیا کہ اس سے جنگ یا مار پیٹ مراد لی جائے۔ اگر صرف یہی آیت نازل ہوئی ہوتی تو ان کے حق میں صرف اف کہنا ہی حرام ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ عجیب ظاہر پرستی اور جمود پر جمود ہے۔ حافظ ذہبی نے اسی سبب سے ابن حزمؒ کے اس کلام پر نقد کیا ہے اور کہا ہے کہ: اس جمود پر تعجب ہے انھیں جیسی باتوں پر تم نے خود کو دوسروں کا ہدف نیز باعث تعجب وہنسی بنالیا بلکہ تمہارے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ کبھی ہر عربی، نبطی عاقل، دانشمند نے والدین کو اف کہنے کی ممانعت سے یہ سمجھا ہے کہ اس سے سخت مار کی یقیناً ممانعت ہے؟ اور یہی مفہوم حساس اور سلیم الطبع آدمی سمجھے گا۔ معمولی چیزوں کو اہم چیز اور چھوٹی چیزوں کو بڑی چیز پر تنبیہ کے لئے یہ اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی سے عربی زبان بلکہ عجمی، ترکی، نبطی اور تمام بنی آدم کی زبانوں کی حفاظت ممکن ہے اور جب یہ کہا گیا کہ مت جھڑک اپنے والدین کو تو اس میں ان کو گالی دینے، لعنت کرنے، ایسی مار مارنے جس سے چیخ وپکار کرنے لگیں یا گلا گھونٹنے جس سے موت واقع ہوجائے ان سب سے ممانعت بدرجہ اولٰی ہوگی۔

آدمی نے جب اپنی بیوی سے کہا کہ: غیر مردوں سے کلام نہ کرنا ورنہ تجھے ماروں گا اس نے جاکر دوسرے مردوں سے زنا کرلیا اور ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ ایسی صورت میں قطعی طور پر وہ شوہر کی نافرمان ہوگی بلکہ اس سے زیادہ نافرمان ہوگی۔ کلام کے بدلے اس جرم کے ارتکاب کی بناپر اور زیادہ سزا کی مستحق ہوگی (ملخص ابطال القیاس لابن حزم ص ۲۹)

## امور شرعی جن میں قیاس جائز یا ناجائز ہے:

تمام ممالک کے فقہاء اور اہل سنت جو فقہ وسنت کے راہرو ہیں۔ اس بات کے قائل ہیں کہ توحید میں قیاس نہیں ہے اور احکام میں ہے۔ سوائے داؤد بن علی بن خلف اصفہانی ثم البغدادی اور ان کے متبعین کے کہ ان حضرات نے توحید اور احکام دونوں میں قیاس کی نفی کی ہے (۹۱/۲ جامع بیان العلم)۔

جو لوگ عقائد میں قیاس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ابن عبدالبر نے ان کو بدعتی قرار دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہتے ہیں: اس باب میں اہل بدعت کے دو قول ہیں۔ جو مذکورہ دونوں قول کے علاوہ ہیں ان میں سے بعض نے قیاس کو توحید اور احکام دونوں میں ثابت کیا ہے اور بعض نے قیاس کو توحید میں ثابت مانا ہے اور احکام میں اس کا انکار کیا ہے (۹۱/۲ جامع بیان العلم)

احکام میں قیاس کو ثابت ماننے والے اہل سنت والجماعت میں سے بعض نے قیاس کو احکام میں مطلقاً جائز قرار دیا ہے لیکن بعض نے کچھ صورتوں میں منع کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ نے کفارات' حدود' اور مقدرات میں منع کیا ہے۔ بعض دوسرے لوگوں نے اسباب' شرائط اور موانع میں منع کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اصول عبادات میں ضرورت مند کے سلسلے میں اسے جائز قرار دیا ہے جب اس کے مطابق نص نہ وارد ہو (۲۰۵/۲' ۲۰۸ شرح الجلال علی جمع الجوامع)

## قیاس کے حجت ہونے میں اختلاف کی ابتداء:

علماء کے مذاہب کی وضاحت کے بعد ضروری ہے کہ نزاع کی نشو ونما اور اس کی بنیاد کو بھی بیان کیا جائے۔ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین (۲۹۱/۱) میں لکھتے ہیں:۔

قیاس کے مسئلے میں لوگ دو انتہاؤں اور ایک اعتدال کی راہ پر ہیں۔ ایک گروہ علتوں' معانی اور موثر اوصاف کا انکار کرتا ہے اور جائز قرار دیتا ہے کہ شریعت دو مساوی چیزوں میں فرق کر دے اور دو مختلف چیزوں میں جمع کر دے۔ یہ بات ثابت نہیں کرتا کہ اللہ سبحانہ نے احکامات کو کچھ علتوں اور مصلحتوں کی بنیاد پر مشروع کیا ہے' ان کو ایسے اوصاف سے مربوط کیا ہے جو ان میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ اثبات اور نفی دونوں پہلو سے اس کے مقتضی ہوتے ہیں یہ گروہ کبھی ایک چیز کو واجب قرار دیتا اور اس کی نظیر کو دوسری وجہ سے حرام ٹھہراتا ہے اسی طرح دوسری چیز کو حرام قرار دیتا ہے اور اس کی نظیر کو کسی سبب سے مباح ٹھہراتا ہے۔ ایک چیز سے منع کرتا ہے لیکن اس کی خرابی سے بچنا پیش نظر نہیں ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔کبھی ایک چیز کا حکم دیتا ہے لیکن کوئی مصلحت پیش نظر نہیں ہوتی یہ سب حکمت و مصلحت سے عاری صرف مشیت کے تحت ہوتا ہے۔

اس کے بالمقابل دوسرے گروہ نے بہت توسع سے کام لیا انہوں نے دو ایسی چیزوں کو جنھیں اللہ نے الگ الگ رکھا ہے مشابہت' تسلسل' یا وصف کے سبب سے جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ علت ہیں اکٹھا کر دیا حالانکہ ان کے علت ہونے اور نہ ہونے دونوں کا امکان ہے۔اس طرح وہ لوگ اسے وہی سبب قرار دیتے ہیں جس پر اللہ نے حکم صادر کیا ہے یہ بات خالص اندازے اور ظن کی بنیاد پر ہوتی ہے۔اس بات کی تمام اسلاف امت نے مذمت کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فصل دوم

## دلائل

گذشتہ گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قیاس کے حجت ہونے کے متعلق علماء کا اختلاف دو مقام پر ہے۔

(۱) عقلاً قیاس پر عمل جائز ہے یا نہیں

(۲) اس سے عمل واقع ہوتا ہے یا نہیں

اس بحث میں ہم ہر فریق کے دلائل پیش کر رہے ہیں توقع ہے کہ ان شاءاللہ ہمارے سامنے حق واضح ہو جائے گا۔

### (۱) عقلاً محال کہنے والوں کے دلائل:

(الف): قیاس ایسا طریقہ ہے جو خطا سے محفوظ نہیں ہے کیونکہ اس میں اعتماد ظن پر ہوتا ہے اس لئے ایسے راستے پر چلنے سے عقل انکار کرتی ہے (مسلم الثبوت)۔ امام غزالی نے ان کے شبہہ کا تذکرہ کر کے ان کے مقصد پر جرح کی ہے۔ کہتے ہیں۔ جن لوگوں نے اس خیال کو ٹھیک سمجھتے ہوئے اسے قبول کیا وہ کئی گروہ میں بٹ گئے۔ کسی نے کہا ظن فی نفسہ قبیح ہے کیونکہ یہ علم کا ضد ہے حالانکہ علم اچھی چیز ہے۔ پھر اس قول کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ خیال موت، پاگل پن، غفلت اور وسوسے سے باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علم کی ضد ہیں۔ لیکن اللہ کا فعل ہیں یہ خیال نظر اور شک سے بھی باطل ہو جاتا ہے جس کا انسان مامور ہے اور قبیح چیز کا حکم نہیں دیا جاتا کہ وہ علم کا ضد ہے۔

آگے کہتے ہیں: ان میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ظن فی نفسہ قبیح نہیں ہے بلکہ شارع کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے یہ بری بات ہے کہ وہ شریعت کو مختلف گمان' جہالتوں اور خیالات کی مشکلات میں ڈال دے اور معاملے کو عقل مندوں کی گم گشتگی کے لئے بے نظام کر دے کہ ان کا جھگڑا کبھی ختم نہ ہو۔ اس خیال کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ وہ قطعاً مستحسن ہے۔ تمام افعال خواہ امر سے متعلق ہوں یا نہی سے شارع کے حکم سے متعلق ہونے کی بنا پر مستحسن ہیں اور واقعات کی انتہا نہیں ہے۔ محصور الفاظ کا استقصاء نہیں کر سکتے ان کا مہمل اور بے کار چھوڑ دینا تا کہ جو شخص جو چاہے کرے امر قبیح ہے۔ لہٰذا متعین یہ ہوا کہ اسے عقلاء کی رایوں اور اہل دانش کی نظر پر چھوڑا جائے جو شریعت کے مآخذ اور اس کی مصلحتوں کو جانتے ہوں اور شریعت کے سر رشتے کو ہاتھ میں تھامے ہوئے فیصلہ کریں۔ کسی بات میں شریعت سے ہٹ جانا مباحث پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہے کسی امر میں مشکل پیش آنے پر تمام عقلاء ظن اور رائے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ظن غالب کو اختیار کرتے ہیں اسے قبیح نہیں سمجھتے۔ یہ بات ناپسندیدگی کے قاعدے سے جو ایک مردود چیز ہے اتر کر ممکن ہے' ہمارے نزدیک ہر ممکن چیز کے بارے میں شریعت کا وارد ہونا جائز ہے (۳۲۶' ۳۲۷ المنخول)

(ب) عقلاً منع کرنے والوں نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ قیاس میں بہت اختلاف ہے اور جس چیز میں شدید اختلافات ہوں وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرًا اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پاتے۔

ان کا یہ شبہ عقلی دلائل میں بھی قائم ہے لہٰذا جو جواب ان کا تھا وہی ہمارا بھی ہے (الاسنوی علی البیضاوی) بیضاوی نے اس آیت کی نہی کو لڑائیوں اور جنگوں کے ساتھ خاص کیا ہے کیونکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا قرینہ موجود ہے " فتفشلوا وتذهب ريحكم " پس تم ہمت ہار جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ البتہ احکام میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تنازع کو جائز ٹھہرایا ہے۔

(ج) نظام کے شبہے کا خلاصہ یہ ہے کہ شارع نے ہم مثل چیزوں میں فرق اور مختلف چیزوں کو اکٹھا کر دیا ہے اور ایسے احکام ثابت کیے ہیں جن میں عقل کی کوئی مجال نہیں یہ سب باتیں قیاس کی نفی کرتی ہیں اس لئے کہ قیاس کا دارومدار معنی کا اظہار' معنی میں ہم مثل ہونے کی بنا پر ایک صورت کو دوسری سے ملانا اور دو چیزوں میں تفریق کرنے پر ہے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ شارع نے مختلف اوقات کے شرف و فضل میں فرق کیا ہے۔ شب قدر اور حرمت کے مہینے دیگر ایام اور مہینوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اسی طرح مقامات میں مکہ اور مدینہ دیگر مقامات پر فضیلت رکھتے ہیں' حالانکہ حقیقت میں زماں و مکان برابر ہیں۔

قصر کی نمازوں میں بھی فرق کیا ہے چار رکعت والی نمازوں میں قصر ہے دوسروں میں نہیں ہے۔ پھر مختلف چیزوں کو جمع کیا ہے مثلاً طہارت کے لئے مٹی اور پانی کو جائز ٹھہرایا ہے جبکہ پانی صاف پاک کرتا اور مٹی گندا کرتی ہے۔

اس طرح کے احکام جن میں عقل کی گنجائش نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے خوبصورت لونڈی کے بجائے جس کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہو ایسی آزاد عورت سے جو پراگندہ بال اور پراگندہ رو ہو جس کی طرف طبیعت مائل نہ ہو نظر پست رکھنے کو واجب ٹھہرایا ہے۔ تھوڑی چیز کی چوری میں ہاتھ کاٹنا واجب کیا ہے اور بہت سا مال غصب کر لیا جائے تو اس میں یہ سزا نہیں ہے زنا کی تہمت لگانے والے پر کوڑا مارنا واجب کیا اور کفر کی تہمت لگانے والے پر کچھ نہیں (الاسنوی علی البیضاوی)۔

ان امور سے دلائل حاصل کرنے والے کوتاہ نظری کے شکار ہیں۔ شارع نے کسی چیز میں فرق کسی فارق کی بنا پر کیا ہے یا دو چیزوں کو کسی جامع کی بنا پر اکٹھا کیا ہے۔ حکم کی علت اور طریقہ جس کا مقتضی ہو گا' کبھی ظاہری مشابہت ہوتے ہوئے اساس اور علت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اختلاف ہوتا ہے اور ظاہری مخالفت کے باوجود حکم کی اساس اور علت میں اتفاق پوشیدہ ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں غور وفکر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں رہتیں اس بنا پر کم عقل زید پر وہ حکم نہیں لگا سکتے جو صاحب ہوش عمرو پر لگاتے ہیں کہ دونوں انسانیت میں مشابہ ہیں بلکہ یہاں ایک علت ہے جس نے حکم میں مغایرت پیدا کر دی ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث نبوی کے تتبع اور عقل وفطرت کی طرف رجوع کرنے سے یہ بات ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ نظیر کو نظیر کا حکم دینا لازم ہے اسی طرح ایک شیء کو اس کے مخالف کے برابر نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

افنجعل المسلمين كالمجرمين مالكم كيف تحكمون.

کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ بات عقل وفطرت سے بعید ہے اس کی نسبت بھی اللہ سبحانہ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ام نجعل الذين أمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين فى الارض اَمْ نجعل المتقين كالفجار.

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو زمین میں فساد کرنے والوں کی طرح کر دیں کیا پرہیز گاروں کو بدکرداروں جیسا کر دیں۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے عقل وفکر کو کس طرح متنبہ کیا ہے جس میں اللہ نے ان چیزوں کو ایک حکم دینے یا ان میں فرق کرنے کی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے نازل کرنے کے ساتھ ان سب چیزوں کو میزان، مصاحب اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

الله الذى انزل الكتاب بالحق والميزان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ ہے جس نے کتاب کو حق اور میزان کے ساتھ اتارا۔ نیز ارشاد فرمایا:

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط .

ہم نے اپنے رسول دلائل کے ساتھ بھیجے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ نیز ارشاد فرمایا:

الرَّحمن علم القرآن

رحمٰن جس نے قرآن سکھایا۔۔۔اور وہی کتاب ہے۔۔۔آگے فرمایا:

والسَّماء رفعها ووضع الميزان

اور آسمان کو بلند کیا اور میزان رکھی۔

میزان عدل ہے اور وہ آلہ ہے جس سے عدل معلوم کیا جاتا ہے یا عدل کا مخالف پہلو جانا جاتا ہے اور قیاس صحیح وہی میزان ہے (۱۴۳/۱، ۱۴۴ اعلام الموقعین۔ ۳۰۹/۳۴ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ)

شریعت کے اثباتی احکامات کا جب ہم تتبع کرتے ہیں تو ہمیں سب کے سب دو ہم مثل چیزوں کو مساوی کرنے، نظیر کو نظیر سے ملانے، کسی چیز کو اس کے مثل کی طرح سمجھنے، دو مختلف چیزوں میں تفریق کرنے اور دونوں کو ایک دوسرے کے برابر نہ کرنے پر مشتمل نظر آتے ہیں۔ اللہ کی شریعت اس بات سے پاک ہے کہ کسی چیز میں کوئی خرابی ہونے کے سبب سے اس سے منع کرے پھر اسی خرابی یا اس کے مثل یا اس سے زیادہ پر مشتمل دوسری چیز مباح کردے۔ شریعت سے جو شخص ایسی بات جائز ٹھہرائے اس نے اسے سمجھا ہی نہیں اور نہ ہی اس کی کما حقہ قدر کی۔ یہ بات گمان سے بعید ہے کہ شریعت مکلّف کی ضرورت اور مصلحت کی بنا پر کسی چیز کو مباح کرے پھر جو شخص اس کا شدید ضرورت مند ہو اس کے لئے حرام ٹھہرائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جبکہ مصلحت اس کی اباحت کے لئے زیادہ ظاہر ہے یہ محال تر بات ہے (۲۱۳/۱ اعلام الموقعین)

## (۲) عقلاً واجب کہنے والوں کے دلائل:

(ا)۔شاطبی نے ان کے متعلق استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے: زمانے میں واقعات بے شمار رونما ہوتے ہیں جو محدود دلائل کے تحت نہیں آسکتے اسی لئے اجتہاد کے باب میں قیاس وغیرہ کی ضرورت پڑی۔ایسے واقعات کا پایا جانا ضروری ہے جن کا حکم نص سے نہ معلوم ہوا اور نہ گذشتہ لوگوں کا اس میں کوئی اجتہاد ہو ایسی صورت میں یا تو لوگوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے یا بغیر شرعی اجتہاد کے ان پر غور وفکر کیا جائے لیکن یہ خواہشات کی پیروی اور فساد ہے پھر انجام کار یہ سلسلہ درازتر ہو جائے گا۔اور یہ شریعت کی پابندی ختم کر دینے کے ہم معنی ہے جو تکلیف مالا یطاق کی حد تک پہنچا دے گا' اس لئے ہر دور میں اجتہاد کی ضرورت ہے کیونکہ واقعات وحادثات کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہوتے (۶۶/۴ الموافقات للشاطبی)

ابن رشد بدایۃ المجتہد(۳/۱) میں لکھتے ہیں: لیکن شارع نے جن چیزوں کے احکام سے سکوت اختیار کیا ہے ان کے متعلق جمہور کا قول ہے کہ ان کی واقفیت کے لئے قیاس ضروری ہے۔اہل ظاہر کا قول ہے کہ قیاس شریعت میں باطل ہے' شارع نے جس چیز سکوت اختیار کیا ہے اس کا کوئی حکم نہیں ہے۔

آگے ان کی تردید میں لکھتے ہیں۔لیکن عقل اس کے ثبوت کی گواہ ہے۔ پھر عقلی دلیل بیان کرتے ہیں: لوگوں میں واقعات لاتعداد رونما ہوتے ہیں اور نصوص وافعال محدود ہیں اور یہ بات محال ہے کہ غیر محدود کو محدود کے مقابل لایا جا سکے۔

غزالی نے اس طریقہ استدلال کو کمزور ثابت کیا ہے اس لئے کہ ان کا استدلال دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقدمے سے پورا ہوتا ہے ایک کلیہ ہے جیسے ہم کہیں کل مطعوم ربوی ہر کھانے کی چیز میں ربوٰ ہوسکتا ہے۔ دوسرا جز ئیہ ہے جیسے ہم کہیں ھذا النبات مطعوم یہ سبزی کھانے کی ہے۔ جزئی مقدمے کی مثالیں بے شمار ہوتی ہیں لہٰذا ان میں اجتہاد لازم ہے۔ لیکن یہ اجتہاد مناط حکم تلاش کرنے میں ہوگا اور یہ قیاس نہیں ہے لیکن مقدمہ کلیہ مناط حکم اور اس کے روابط پر مشتمل ہوتا ہے جس پر کلی روابط سے نص وارد کرنا ممکن ہوتا ہے جیسے لاتبیعوا البر بالبر گیہوں کو گیہوں کے بدلے نہ بیچو کی جگہ پر کل مطعوم ربوی کہا جائے اور ان عام الفاظ کے وارد ہونے پر مناط حکم کے استنباط اور قیاس سے بھی استغنا ہو جاتا ہے (۲/۵۷ المستصفیٰ)

ان کے استدلال کو کمزور ثابت کرنے کی ایک دوسری وجہ بھی بتائی ہے' لکھتے ہیں۔ حکم سے تمام صورتوں کا استیعاب ضروری نہیں ہے اور حکم سے بعض کا چھوٹ جانا محال نہیں ہے۔ مقدمہ جزئی میں بھی ممکن ہے کہ وہ یقین کی طرف لوٹا دیا جائے۔ گویا یوں کہا جائے گا کہ جس کی صداقت تم پر واضح ہو جائے یا اس کے مطعوم یا مسکر ہونے کا تمہیں یقین ہو جائے تو اس کے ساتھ اس کا حکم لگا دو اور اگر تمہیں یقین نہ ہو تو اسے اصل کے حکم پر چھوڑ دو۔ (۲/۵۷ المستصفیٰ)

غزالی نے جو کچھ کہا ہے نظری اعتبار سے مسلم ہے لیکن عملی طور پر وہ واقع نہیں ہوسکتا۔ بہت سے واقعات مقدمہ کلی کی بنیاد پر منصوص نہیں ہیں جیسے دادا اور اس کے مثل کی میراث لہٰذا عقل کا تقاضا ہے کہ یہ حکم سے خالی نہ ہو (روضۃ الناظر لابن قدامہ ۱۴۸)

اس کا جواب اس طرح دیا جاتا ہے کہ عمومی چیزوں پر نص وارد کرنے کا جواز وجوب عقلی کی نفی کرتا ہے۔

(ب)۔ جب گمان غالب ہو کہ قیاس پر عمل کرنے اور اس کے ذریعہ حکم ثابت کرنے سے مصلحت حاصل ہو سکتی ہے اور یہ کہ یہ چیز ضرر کو دور کرنے والی ہے تو عقل واجب قرار دیتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ مصلحت کو حاصل کرنے کے لئے اور ضرر کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا جائے جس طرح دیوار کے پاس سے ہٹ جانا' جب ہمیں اس کے گرنے کا گمان ہو' ضروری ہے۔

مخالفین کا کہنا ہے کہ یہ بات صلاح اور اصلح کی رعایت کے وجوب پر مبنی ہے اور یہ باطل ہے (النبراس ۱۸۸)

## عقلاً جائز کہنے والوں کے دلائل:

یہی جمہور کا مذہب ہے ان کا کہنا ہے کہ اس پر عمل پیرا ہونا محال نہیں ہے۔ اور محال کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ عقل و منطق کا فیصلہ ہے کہ ہم مثل چیزوں کا اعتبار ضروری ہے یعنی دو ہم مثل چیزوں میں یکسانیت ہونی چاہیے۔ یہ قطعی طور پر واضح چیز ہے اس کا انکار مکابرہ میں داخل ہے۔

## کیا شرعاً قیاس کا حکم ہے:

گذشتہ صفحات میں ہم نے محال یا وجوب یا جواز عقلی کے قائلین کے دلائل کا جائزہ لیا اب شرعاً اس کے ثبوت کے قائلین پھر اس کی نفی کرنے والوں کی دلیلوں کا جائزہ لیں گے۔

## ثابت کرنے والوں کے دلائل:

قیاس کو شرعاً ثابت کرنے والوں نے کتاب وسنت سے دلائل استنباط کر کے اور امام شافعی کے قول سے عقل و منطق کے ذریعہ رہنمائی حاصل کر کے استدلال کیا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں: قیاس کو ہم نے کتاب وسنت اور آثار سے استدلال کر کے حاصل کیا ہے۔
(الرسالہ ۲۱۸)

## قرآنی استدلال:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن سے ان کے استدلال کا ماخذ بیان کرنے سے پہلے ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ قیاس کا لفظ قرآن میں مدح یا ذم کسی پہلو سے نہیں آیا ہے۔ نہ اس کا حکم دیا ہے نہ منع کیا ہے۔ اور شاید اس کا سبب یہ ہے کہ قیاس حق اور باطل پسندیدہ دونوں طرح کا پایا جاتا ہے۔

لیکن قرآن میں ایسے الفاظ ضرور آئے ہیں جو قیاس صحیح کو شامل یا اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اعلام الموقعین (ص ۱۴۳، ۱۴۴) میں مذکور ہے: قیاس صحیح میزان ہے لہٰذا اس کا یہی نام بہتر ہے یہ تعریفی نام ہے، ہر شخص پر امکان کے مطابق واجب ہے۔

اور میزان عدل ہے اور وہ آلہ ہے جس سے عدل یا اس کا مخالف پہلو جانا جاتا ہے اور قیاس صحیح کا نام میزان ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ قیاس صحیح حق ہے، اللہ نے اپنے رسولوں کو عدل کے ساتھ بھیجا اور کتاب کے ساتھ میزان اتاری اور میزان عدل اور جس سے عدل کی معرفت حاصل ہو دونوں کو شامل ہے (مجموع الفتاویٰ ۱۹/۱۷۶)۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: جب یہ بات جان لی گئی کہ عدل، برابری، تمثیل، قیاس، اعتبار، تشریک، تشبیہ، تنظیر ایک جنس سے ہیں تو ان ناموں سے قیاس صحیح عقلی و شرعی پر استدلال کیا جائے گا (مجموع الفتاوی ۲۰/۸۲)۔

## قیاس کو قرآن سے ثابت کرنیوالوں کا استدلال چند وجوہ سے ہے:

(۱)۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے قیاس کی طرف رہنمائی کی ہے۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قرآن نے قیاس کا اس کے عدل ہونے کی وجہ سے حکم دیا ہے۔ قیاس صحیح یہ ہے: کسی ایسی چیز سے ملانا جس کے حکم پر نص وارد ہے حکم کی علت میں دونوں کے مشترک ہونے کی وجہ سے۔ جن احکامات میں یکسانیت لازم ہے قیاس ان کے توابع میں سے ہے، ہم علامہ ابن قیم کی کچھ تحریریں پیش کر رہے ہیں تاکہ قرآن سے استدلال کا پہلو واضح ہو جائے۔ لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں اپنے بندوں کو بہت سے مقامات پر ہدایت کی ہے اور پہلی تخلیق پر دوسری تخلیق کو قیاس کیا ہے پہلی کو اصل اور دوسری کو فرع ٹھہرایا ہے' روئیدگی کے ذریعہ زمین کی زندگی پر' موت کے بعد مردوں کے زندہ ہونے کو قیاس کیا ہے اور آسمان وزمین کی تخلیق پر دوبارہ پیدا کرنے کا قیاس کیا ہے' جس کے دشمنان اسلام منکر تھے۔ اور اسے قیاس اولیٰ قرار دیا ہے۔ جس طرح پہلی تخلیق پر دوسری تخلیق کے قیاس کو قیاس اولیٰ مانا ہے۔ حیات بعد الموت کو نیند سے بیداری پر قیاس کیا ہے اور اس کے لئے بہت سی مثالیں مختلف نوع سے بیان کی ہیں۔

یہ سب عقلی قیاس ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندوں کو متنبہ کرتا ہے کہ کسی چیز کا حکم اس کے مثل کے حکم کی طرح ہے۔ تمام مثالیں قیاس ہیں ان کے ذریعہ نظیر اور جس کی نظیر لائی جائے دونوں کا حکم جانا جاتا ہے۔ قرآن نے چالیس سے زائد مثالیں بیان کی ہیں جو کسی چیز کو اس کی نظیر کے مشابہ کرنے اور حکم میں دونوں کو برابر کرنے پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کر رہے ہیں۔ اسے صرف جاننے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ لہٰذا مثالوں میں قیاس کرنا عقل کے خاصے میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی فطرت میں دو ہم مثل چیزوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور ان میں تفریق سے انکار کرنے دو مختلف چیزوں میں فرق کرنے اور دونوں کو جمع کرنے سے انکار کرنا ودیعت کیا ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ قیاس علت اور قیاس جلی دونوں قرآن میں آئے ہیں۔ لکھتے ہیں:

قیاس علت قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال آدم (علیہ السلام) کی طرح ہے جس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس سے کہا ہو جا پس وہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے پیدائش میں سیدنا عیسیٰ کو سیدنا آدم علیہما اسلام کا نظیر بتایا اس لئے کہ ان دونوں میں ایک مشترک معنی ہے جس سے تمام موجودات کا وجود بھی متعلق ہے یعنی چار و نا چار اللہ کی مشیت اور قانون پیدائش کی تابعداری۔ لہٰذا جو شخص سیدنا آدم علیہ السلام کے بغیر ماں اور باپ کے اور حوا کے بغیر ماں کے وجود میں آنے کا قائل ہے وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا کس طرح انکار کر سکتا ہے۔ لہٰذا سیدنا عیسیٰ اور سیدنا آدم علیہما السلام دونوں نظیر میں ان کے مابین اس مفہوم سے ربط پیدا ہوتا ہے جس کے ساتھ ایجاد اور خلق کو متعلق کرنا صحیح ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین)

تم سے پہلے بہت سے طریقے گذر چکے ہیں تم زمین میں چلو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

یعنی تم سے پہلے تمہاری طرح کی قومیں تھیں ان کے برے انجام دیکھو اور سمجھو کہ اس کا سبب اللہ و رسول کو ان کا جھٹلانا تھا۔ وہ اصل تھے تم فرع ہو۔ علت مشترک تکذیب ہے اور حکم ہلاکت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(وَرَبُّكَ الغنی ذُو الرَّحمة ان یشاء یذھبکم ویستخلف من بعد کم مایشاء کما انشاکُمْ من ذریة قوم اٰخرین)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور تیرا رب بے پروا رحمت والا ہے اگر چاہے تو تمہیں ختم کر کے تمہارے بعد جس کو چاہے لے آئے' جس طرح تمہیں دوسری قوم کی ذریت سے پیدا کیا۔

یہ قیاس جلی ہے' اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں میت کر دوسروں کو لے آؤں جس طرح دوسروں کے بعد تمہیں لے آیا۔ اس میں قیاس کے چاروں ارکان کا ذکر فرمایا حکم کی علت یعنی اس کی مشیت کا عموم اور کمال ہے اور دوسرا رکن ہے یعنی ان کو میت کر دوسروں کو لانا اور تیسرا رکن ہے اصل یعنی جو لوگ پہلے تھے اور چوتھا رکن ہے فرع جس سے مخاطب مراد ہے (۱۴۹/۱ اعلام الموقعین)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے تلمیذ ابن قیم رحمہ اللہ سے پہلے ہی اس طریقہ استدلال کو یوں بیان کیا ہے:

قیاس ایک مجمل لفظ ہے جس میں صحیح اور غلط دونوں قیاس داخل ہیں۔ صحیح قیاس وہ ہے جسے شریعت نے بیان کیا ہے یعنی دو ہم مثل چیزوں کو اکٹھا کرنا اور دو مختلف چیزوں میں فرق کرنا۔ پہلے کا نام قیاس مجرد ہے اور دوسرے کا قیاس عکس۔ یہ ایسا عدل ہے جس کو دے کر اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ لہٰذا قیاس صحیح وہ ہے کہ اصلی کے حکم میں پائی جانے والی علت فرع میں بھی موجود ہو۔ کوئی ایسا معارض نہ ہو جو فرع میں اس حکم سے باز رکھے اس طرح کے قیاس کی مخالفت شریعت کبھی نہیں کرتی۔ فارق کو دور کر کے قیاس کرنا اس طرح کہ دونوں صورتوں میں شریعت میں کوئی مؤثر فرق نہ ہو ایسے قیاس کے شریعت مخالف نہیں ہے۔

اور جہاں شریعت کسی نوع کے حکم کی خصوصیت بیان کرے جو اس کے نظائر سے الگ کرنے والا ہو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ وہ نوع ایسے وصف سے خاص ہو جو حکم کی خصوصیت کو لازم کر دے اس طور پر کہ دوسری نوع سے اس کی مساوات قائم نہ ہو سکے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(کتاب القیاس لابن تیمیہ ص ٦)

قرآن سے استدلال کا یہ وسیع مسلک جسے ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ نے اختیار کیا ہے اسے ابن عبدالبر رحمہ اللہ ان دونوں سے پہلے اختیار کر چکے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

قیاس تشبیہ اور تمثیل کا تعلق عربی کی اس فصیح زبان سے ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (**کانّھنّ الیاقوت والمرجان**) گویا کہ وہ موتی اور مونگا ہیں' نیز (**کان لم تغن بالامس**) نیز مثل (**نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح**) یعنی مومن کے دل کی مثال ایسے ہے جیسے طاق ہو اور اس میں چراغ رکھا ہو۔ نیز (**کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار**) گویا کہ جس دن وعدہ کی ہوئی چیز دیکھ لیں گے صرف دن کا ایک حصہ ہی ٹھہرے تھے۔ نیز (**فسقناہ الی بلد میت فاحیینا بہ الارض بعد موتھا کذالك النشور**) پھر ہم نے اسے چلایا مردہ زمین کی طرف تو مردنی کے بعد ہم نے اسے زندہ کر دیا اسی طرح حشر و نشر بھی ہو گا نیز (**فاحیینا بہ بلدۃ میتا کذالك الخروج**) ہم نے اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح دوبارہ نکلنا ہو گا۔

اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں یکسانیت اور نظیر کو نظیر کا حکم دینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ ان مثالوں اور ان جیسی دیگر مثالوں میں مشابہت بعض معانی میں ہوتی ہے اور اسی پر حکم جاری ہوتا ہے۔ اگر مشابہت تمام وجوہ سے ہو جائے تو بعینہ وہی چیز ہو جائے گی اور ان میں کبھی مغایرت نہیں پائی جائے گی۔ نشر زمین کے مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی طرح صرف ایک اعتبار سے ہے۔ اور اسی پر حکم جاری ہوا ہے ایسے ہی بدلے کی بھیڑ ہر اعتبار سے شکار کے مشابہ نہیں ہے۔ نیز کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (**کانھم حمر مستنفرہ فرت من قسورۃ**) گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو کسی شیر کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیکھ کر بھاگ پڑے ہیں۔ یا اللہ کا فرمان (**ان هم الا كالانعام**) یہ بالکل چوپائے جیسے ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں تشبیہ دل کے اندھا پن اور جہالت کے اعتبار سے ہے
(۸۵٬۸۴/۲ جامع بیان العلم)

امام شافعی کے تلمیذ مزنی نے ابن قیم' ابن تیمیہ اور ابن عبدالبر رحمہم اللہ سے پہلے قران سے اس طریقہ استدلال کو اختیار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک فقہاء نے تمام احکامات دینیہ میں قیاس کا استعمال کیا ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ حق کی نظیر حق ہے اور باطل کی نظیر باطل ہے۔ کسی کے لئے قیاس کا انکار جائز نہیں ہے کیونکہ وہ معاملات کی تشبیہ اور تمثیل ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کے مشابہ۔ سے قیاس کرنا اور ایک نظیر کو دوسری نظیر سے ملانا انسان کی فطرت میں جاگزیں ہے عقل اس کا اقرار کرتی ہے۔ ایک جاہلی شاعر کہتا ہے۔

**يا ايها السائل عما مضى**

**من علم هذا الزمن الذاهب**

اے گذرے ہوئے زمانے کے علم کے بارے میں سوال کرنے والے

**ان كنت تبغى العلم اونحوه**

**فى شاهد بخبر عن غائب**

اگر تم علم یا اس جیسی چیز کو اس موجود میں ڈھونڈھنا چاہتے ہو جو غائب کی خبر دے رہا ہے۔

**فاعتبر الشىء باشباهه**

**واعتبر الصّاحب بالصاحب**

تو ایک چیز کو اس کے مشابہ چیز سے یا ایک ساتھی کا دوسرے ساتھی سے اعتبار کرو۔

دوسرے شاعر نے کہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقيس على الشيء باشكاله
يدلك الشيء على الشيء

کسی چیز کو اس کی ہم شکل چیزوں سے قیاس کرو ایک چیز تمہیں دوسری چیز کو بتائے گی۔

## (۲) قرآنی استدلال کا دوسرا طریقہ:

ایسی آیات جن سے قیاس کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اصولیوں نے ان آیتوں سے قیاس کی حجیت کو مستنبط کیا ہے۔

(ا)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَـاَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْا اَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْا الرَّ سُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِـنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌوَّ اَحْسَنُ تَاوِیْلاً"

اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنوں میں سے صاحب حکم لوگوں کی اطاعت کرو۔ اگر کسی معاملہ میں آپس میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو یہ بہتر اور انجام کے لئے اچھا ہے۔

امام شافعی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس نے تنازع کیا تو معاملہ اللہ کے فیصلے پھر رسول کے فیصلے کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اگر ان کے تنازع کے معاملے میں دونوں یا ایک کے متعلق بھی نص قضا نہ ہو تو دونوں میں سے کسی ایک پر قیاس کے لئے اسے لوٹا دو۔ (۸۔ الرسالۃ)

(ب)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر اس معاملے کو رسول اور اپنے میں سے صاحب حکم کی طرف لوٹا دیں تو اسے وہ لوگ جان لیں جو اس سے استنباط حکم کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ اولی الامر علماء ہیں اور استنباط قیاس ہے۔ (۲۰۱۔ ارشاد الفحول للشوکانی)

(ج)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ھو الذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر ما ظننتم ان یخرجوا وظنوا انھم مانعتھم حصونھم من اللہ فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا وقذف فی قلوبھم الرعب یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا ہے پہلے حشر کے لئے، تمہارا گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے۔ ان کا گمان تھا کہ ان کے قلعے اللہ کی پکڑ سے روکیں گے، پس اللہ کا حکم بے گمان راستے سے آیا، ان کے دلوں میں رعب بھر دیا کہ وہ اپنے گھر خود اپنے اور مومنوں کے ہاتھوں اجاڑنے لگے، اے آنکھ والو نصیحت حاصل کرو۔

اکثر اصولیوں نے قرآن پاک سے قیاس کی حجیت کا استدلال اسی آیت کریمہ سے کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں دلالت کا مقام (فاعتبروا یا اولی الابصار) ہے۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے کافروں کی حالت بیان کی پھر بے گمان راستے سے ان پر اللہ کا جو عذاب آیا اس کا بیان کیا، پھر فرمایا: (فاعتبروا یا اولی الابصار) یعنی تم خود کو ان پر قیاس کرو اس لئے کہ تم بھی انھیں جیسے انسان ہو، اگر تم نے انھیں جیسا کام کیا تو تم پر بھی انھیں جیسا عذاب نازل ہوگا۔

یہ چیز اس بات کی دلالت ہے کہ اللہ کا نعمت نازل کرنے یا انتقام لینے یا تمام احکامات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں جو طریقہ ہے یہ کچھ ایسے مقدمات کا نتیجہ ہے جو ان کا سبب ہے۔ اور قیاس سنت الٰہی پر چلنے ہی کا نام ہے اور مسبب کو کسی بھی مقام پر سبب کے ساتھ جوڑنے کو قیاس کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول فاعتبروا اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اعتبار ایک چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے کو کہتے ہیں یا تبین' انتقال اور مجاوزت کو کہتے ہیں۔

صاحب کشف الاسرار علی اصول البزدوی لکھتے ہیں:

ہمیں اعتبار کا حکم دیا گیا ہے اور یہ ایک چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹا کر ہوتا ہے۔ ایسے ہی ثعلب سے مروی ہے اسی لئے وہ اصل کو جس کی طرف نظیریں لوٹائی جاتی ہیں عبرت کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ میں نے اس کپڑے کو اس کپڑے سے ''اعتبار'' کیا یعنی مقدار میں یکساں کیا اسی کا نام قیاس ہے۔ یہ ایک شیء کو نظیر کے مطابق کرنا ہے لہٰذا اس نص کے ذریعہ اس کا حکم ثابت ہوگا۔

آگے لکھتے ہیں کہ اعتبار وضاحت کو کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ان کنتم للرویاء تعبرون) اگر ہو تم خوابوں کی تعبیر بتانے والے یعنی وضاحت کرنے والے۔ اور جو تبین ہماری طرف مضاف ہوتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ منصوص کے مفہوم میں غور و فکر کرنا تا کہ اس کے ذریعہ اس کی نظیر کا حکم ظاہر ہو یہی شمس الائمہ نے بھی لکھا ہے۔

پھر لکھتے ہیں قیاس کسی چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے کو کہتے ہیں' اس طرح وہ نظیر حکم میں داخل ہوگی۔

آگے لکھتے ہیں' بعض اصولیوں نے ذکر کیا ہے کہ اعتبار ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف تجاوز کرنے کا نام ہے یہ عبور سے مشتق ہے۔ جیسے کہتے ہیں میں نے دریا عبور کیا یعنی اسے قطع کیا۔ اور معبر کشتی یا پل کو کہتے ہیں جن سے پار ہوا جاتا ہے۔ اور العبرۃ آنسو کو کہتے ہیں جو پلک کو عبور کر کے بہتا ہے اور کہتے ہیں خواب کی تعبیر بیان کی یعنی اس سے متعلق اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لازم امر کی طرف تجاوز کیا۔ ان روز مروں سے یہ ثابت ہوا کہ اعتبار فی الواقع غیر کی طرف تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔ اور یہ قیاس میں ثابت ہے اس لئے کہ قیاس میں اصل کے حکم سے فرع کے حکم کی طرف عبور کیا جاتا ہے اس طرح وہ حکم کے تحت داخل ہوتا ہے۔

## (۳) قرآنی استدلال کا تیسرا طریقہ:

قرآن احکامات کی علت بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور حکم کے ذکر کے وقت بعض کی علت اور مقصد بھی بیان کرتا ہے۔ قران نے قصاص کی حکمت بیان کی (ولکم فی القصاص حیاۃ) اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔

اور غنیمت کو مستحقین میں تقسیم کرنے کی حکمت کی علت بیان کی **(کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم)** تاکہ یہ مال تم میں سے مالداروں کے اختیار ہی میں دائر و سائر نہ رہے (حشر ۷)

شراب اور جوا حرام کرنے کی علت بیان کی (انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون) بے شبہ شیطان شراب اور جوے کے ذریعہ تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنا چاہتا ہے تو کیا تم اس سے رک جاؤ گے۔

## (۲) حدیث سے استدلال:

قیاس کے ثابت کرنے کے لئے سنت سے استدلال کرنے والوں کے ہم تین طریقے متعین کر سکتے ہیں

(۱) پہلا طریقہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احکام میں قیاس استعمال کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیاس کو استعمال فرمانے کی مثال خثعمیہ عورت کو آپ کا جواب ہے جس نے اپنی ماں کی طرف سے حج بدل کے متعلق آپ سے سوال کیا تھا جو کہ حج کی نذر مان کر انتقال کر گئی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا۔

ارأیت لو کان علی امك دین اکنت قاضیة قالت نعم قال فاقضوا الذی له فان الله احق بالوفاء (۱)

تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا تو تم اسے ادا کرتیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ قرض جس کا ہے اسے ادا کر کیونکہ اللہ ادائیگی کا سب سے بڑا حقدار ہے۔

ابن بطال نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے قیاس کو مشروع فرمایا ہے (۱۳/۲۹۱ فتح الباری)

ابن قدامہ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے یہ اللہ کے قرض کو مخلوق کے قرض پر قیاس کرنے کی تنبیہ ہے (روضۃ الناظر۔۱۵۱)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

قبلت وانا صائم قال له ارأیت لو تمضمضت بماء وانت صائم؟ قال عمر لابأس بذالك فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ففیم (۲) (۲/۸۱، ۸۲ جامع بیان العلم)

میں نے بوسہ لیا اور روزے کی حالت میں تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا، کیا خیال ہے اگر بحالت روزہ پانی سے کلی کرو۔ حضرت عمر نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید: باب الحج و النذور عن المیت، (حدیث۔۱۸۵۲) وفیه "امراة من جهینة" والله اعلم!

(۱) مسند احمد (۱/۲۱، ۵۲)، سنن ابی داؤد، کتاب الصیام: باب القبلة للصائم، (حدیث ۲۳۹۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا اس میں یہی معاملہ ہے۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ایک مثل کا حکم دوسرے مثل جیسا نہ ہوتا اور معانی اور علتیں نفی واثبات سے احکام میں مؤثر نہ ہوتیں تو اس تشبیہ کے ذکر کا کوئی معنی نہ ہوتا۔ اسے اس لئے ذکر کیا تا کہ اس سے یہ بتایا جائے کہ نظیر کا حکم اس کے مثل کا حکم ہے اور بوسے کی نسبت جو جماع کا ذریعہ ہے منہ میں پانی رکھنے کی نسبت کی طرح ہے جو پینے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا جس طرح یہ باعث خرابی نہیں اسی طرح وہ بھی نہیں ہے (۲۱۸/۱ اعلام الموقعین)۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وفی بضع احدکم صدقة قالوا یا رسول الله یاتی احدنا شهوته ویکون له فیها اجر ؟ قال ارأیتم لو وضعها فی حرام اکان علیه وزرا قالوا! نعم فکذالك اذا وضعها فی الحلال کان له اجر (۱)

تمہارے جماع میں صدقہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آدمی اپنی شہوت کے لئے ایسا کرتا ہے اس پر اسے اجر ملے گا؟ فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر وہی کام حرام طریقے پر کرتا تو کیا گناہ نہ ہوتا۔ صحابہ نے کہا ہاں ہوتا' آپ نے فرمایا اسی طرح جب حلال طریقے پر ایسا کیا تو اسے اجر ملے گا۔

یہ واضح اور جلی قیاس عکس ہے یعنی اصل کے حکم کی نقیض کو فرع میں اصل کی علت کی ضد ثابت ہونے کی وجہ سے فرع میں اصل کے حکم کی نقیض کو ثابت کرنا۔ امام نووی کہتے ہیں: حدیث میں مذکور قیاس قیاس عکس ہے علماء اصول نے اس پر عمل کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور یہ حدیث اس پر عمل کرنے والے کے لئے دلیل ہے اور صحیح ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم' کتاب الزکاۃ: باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع' (حدیث ۔۱۰۰۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۴) ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میری عورت نے سیاہ فام بچہ جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں۔ اس نے کہا ہاں' فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ صحابی نے کہا سرخ' آپ نے فرمایا کیا اس میں کوئی خاکی رنگ کا ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا یہ کہاں سے آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول اسے رگ نے کھینچا ہے' آپ نے فرمایا شاید کہ اسے بھی کسی رگ نے کھینچا ہو۔ آپ نے اس سے انکار کی اجازت نہیں دی (۱) (۸۱/۲ جامع بیان العلم)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا باب اس طرح باندھا ہے

باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین قد بین الله حکمه لیفهم السّائل۔

اس مسئلے کا باب کہ کوئی کسی معلوم اصل کو کسی واضح کرنے والی اصل کے مشابہ کرنے والی اصل کے مشابہ کرے اللہ نے جس کا حکم بیان کر دیا ہو تاکہ سائل سمجھ جائے۔

امام نووی نے اس پر اس طرح حاشیہ لگایا ہے: اس میں قیاس ہم مثل چیز سے موافقت اور مثالیں بیان کرنے کا ثبوت ہے (شرح مسلم للنووی ۱۳۳/۱۰)۔

## (۲) سنت سے استدلال کا دوسرا طریقہ:

جس طرح قرآن نے احکامات کی علت بیان کی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکامات کی علتوں اور مؤثر اوصاف کی طرف امت کی رہنمائی کی ہے تاکہ اس سے ربط کا اظہار رہو اور ان کے اوصاف اور علتیں ہم مثل چیزوں میں ثابت ہوسکیں۔ آپ نے فرمایا۔

(۱) صحیح بخاری' کتاب الاعتصام: باب من شبه اصلا معلوما ... (حدیث ۷۳۱۴) صحیح مسلم' کتاب اللعان' (حدیث ۱۵۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ انما جعل الاستئذان من اجل البصر (۱) اجازت لینے کا حکم نظر کی وجہ سے ہے۔

۲۔ آپ نے قربانیوں کا گوشت تین روز سے زیادہ کسی ایک سال میں اکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے اس کی حکمت آپ نے بیان فرمائی (انما نھیتکم من اجل الدافة) (۲) میں نے تمہیں گروہ کی شکل میں آنے والے اعرابیوں کی خاطر اس سے منع کیا ہے۔

۳۔ بلی کے جوٹھے کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا: لیست بنجس انھا من الطوافین علیکم والطوافات (۳) یہ ناپاک نہیں ہے یہ تمہارے یہاں آنے جانے والے جانوروں میں سے ہے۔

۴۔ آپ نے فرمایا: ان الله ورسوله ینھیانکم عن لحوم الحمر فانھا رجس (۴) اللہ اور اس کے رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہے۔

۵۔ عضو تناسل کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی علت آپ نے اس طرح بیان فرمائی ہے: ھل ھو الا مضعة منه او بضعة منه (۵) یہ بدن کا ایک ٹکڑا اور حصہ ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاستئذان: باب الاستئذان من اجل البصر (حدیث۔۶۲۴۱) صحیح مسلم کتاب الآداب: باب تحریم النظر فی بیت غیر (حدیث۔۶۱۴۶)

(۲) موطا امام مالک (۲/۴۸۴۔۴۸۵)۔ کتاب الضحایا: باب ادخار لحوم الاضاحی (حدیث۔۷) صحیح مسلم کتاب الاضاحی: باب ماکان من النھی اکل لحوم الاضاحی۔ (حدیث۔۱۹۷۱)

(۳) سنن ابی داؤد کتاب الطھارة: باب سؤر الھرة (حدیث۔۷۵) سنن ترمذی کتاب الطھارة: باب ماجاء فی سؤر الھرة (حدیث۔۹۲)۔

(۴) صحیح بخاری کتاب الذبائح: باب لحوم الحمر الانسیة (حدیث۔۵۵۲۸) صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح: باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیة (حدیث۔۱۹۴۰)

(۵) سنن ابی داؤد کتاب الطھارة: باب الرخصة فی ذالك (حدیث۔۱۸۲) سنن ترمذی کتاب الطھارة: باب ماجاء فی ترك الوضوء من مس الذکر (حدیث۔۸۴) سنن نسائی کتاب الطھارة: باب ترك الوضوء من ذلك (حدیث۔۱۶۵) سنن ابن ماجہ کتاب الطھارة۔ باب الرخصة فی ذلك (حدیث۔۴۸۳) یہ حدیث منسوخ ہے دیکھئے عون المعبود وغیرہ (کاشف)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



٦۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کے بارے میں فرمایا: انها ابنة اخی من الرضاع (١) یہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے۔آپ نے اس میں اس علت کا بیان کیا ہے کہ وہ آپ کے لئے حلال نہیں ہے۔

## (٣) سنت سے استدلال کا تیسرا طریقہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے اجتہاد کو برقرار رکھنا ہے۔ چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے۔

بماذا تحکم ؟ فقال بکتاب الله قال: فان لم تجد قال بسنة رسول الله قال: فان لم تجد؟ قال اجتهد برائی فقال الحمد الله الذی وفق رسول رسول الله لما یرضاه رسول الله(٢)(احمد ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجه' جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر)

آپ نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم کس چیز سے فیصلہ کرو گے۔ کہا کتاب اللہ سے' فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاسکو' کہا سنت رسول اللہ سے' فرمایا اگر اس میں نہ پاسکو' کہا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ اس (اللہ) نے اپنے رسول کے سفیر کو اپنے رسول کی مرضی کے مطابق بات کی توفیق دی۔

اس میں دلالت کی وجہ یہ ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ وہ ایسے احکامات کے پہچاننے میں جس کا حکم کتاب وسنت میں موجود نہ ہو اجتہاد ورائے سے مدد لیں گے۔ اور

(١) صحیح بخاری' کتاب النکاح: باب (وامهاتكم التی ارضعنكم)۔ (حدیث۔٥١٠٠)' صحیح مسلم' کتاب الرضاع: باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة' (حدیث۔١٤٤٧)

(٢) مسند احمد (٥/٢٣٠۔٢٣٦)' سنن ابی داؤد' کتاب القضاء: باب اجتهاد الرأی فی القضاد (حدیث۔٣٥٩٢)' سنن ترمذی' کتاب الاحکام: باب ماجاء فی القاضی کیف یقضی' (حدیث۔١٣٢٧) واسنادہ ضعیف' غیر واحد من الائمة۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قیاس مجتہد کے اجتہاد ہی کو کہتے ہیں معاذ رضی اللہ عنہ نے جس کی وضاحت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اس کا انکار نہیں کیا بلکہ اسے اور ثابت فرما دیا۔ اور معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد برقرار رکھنا ناقابل انکار ہے۔

## (۳) اجماع سے استدلال:

اس کو بہت سے علماء اصول نے ذکر کیا ہے ان میں غزالی بھی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں' ان میں سے ایک وہ ہے جو مختلف واقعات کے سلسلے میں ان کے مشورے کی شکل میں ہم تک پہنچا جن میں وہ مصلحتوں اور اصول قیاس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ یہ مختلف صورتوں میں منقول ہے خبر متواتر کی طرح علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے۔ اس پر علماء نے اجماع کیا ہے اور اجماع حجت قطعی ہے (المنخول ص 320)

ابن عقیل حنبلی نے قیاس کے قطعی مسئلے میں صحابہ سے معنوی تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے۔ اس شرط پر کہ اصول فقہ میں قطعیات کی تلاش کا مطالبہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ احکام سے قریب تر ہیں اور دین کے اصول سے دور ہیں اس لئے ان سے مخالف کو فسق و بدعت کا حکم نہیں لگا سکتے (المسورۃ۔۳۶۹)

قیاس کے باب میں ابن قیم نے صحابہ کے اقوال اور ان واقعات کا ذکر کیا ہے جن میں انہوں نے قیاس سے فیصلہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں: غرض یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم احکام میں قیاس کا استعمال کرتے تھے مثالوں' نظیروں اور مشابہ چیزوں سے ان کی وضاحت کرتے تھے۔ ان اسانید و آثار میں جو لوگ عیب جوئی کرتے ہیں وہ قابل التفات نہیں ہیں یہ کثرت تعداد و طرق میں تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں جس میں کوئی شک نہیں ہے خواہ خبر بیان کرنے والوں میں ہر فرد اس کی تصدیق نہ کرے (۱/۲۳۳ اعلام الموقعین)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام نووی (ارایتم لو وضعها فی حرام) والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔اس میں قیاس کا جواز ہے اور وہ تمام علماء کا مذہب ہے اس میں اختلاف صرف اہل ظاہر کا ہے جو لائق اعتبار نہیں ہے۔ابن عبدالبر نے لکھا ہے:

احمد بن حنبل کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے حالانکہ ان سے صراحتاً بطور اجتہاد رائے وقیاس کو استعمال کرنا منقول ہے جو کسی حادثے اور واقعے کے متعلق متعین اصولوں پر کیا جائے۔اس طریقہ پر دور قدیم وجدید کے علماء رہے ہیں اور اب تک قیاس کی اجازت دیتے آ رہے ہیں۔

اس طرح بہت سے آئمہ ہدایت، علم کے منار، سلف صالح پیشوایان امت کے قیاس کے مسئلے میں اقوال گذر چکے ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

## سلف کے قیاس اور ان کے اقوال:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضاء کے سلسلے میں جو مکتوب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اس میں ذکر ہے: ثم اعرف الاشباه والامثال وقس الامور عند ذلك واعمد الى اقربها الى الله واشبهها بالحق (احمد، دارقطنی، بیهقی) (بحوالہ سبل السلام)(۱) پھر نظائر وامثال معلوم کرو، پھر قیاس کرو اور اللہ اور حق سے قریب تر بات کو اختیار کرو۔

(۲) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: كل قوم على بينة من امرهم ومصلحة من انفسهم يزرون على من سواهم ويعرف الحق

(۱) ابن حزم نے اپنی کتاب الاحکام میں اسکی تضعیف کی ہے (۱۰۰۲/۲) ابن حزم نے محلی (۵۹/۱) میں اس حدیث کو موضوع اور کذب ٹھہرایا ہے لیکن محقق شیخ احمد شاکر نے اس رسالے کا ثبوت بہم پہنچایا ہے اور اس کے بہت سے طرق اور اسانید انھوں نے جمع کئے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بالمقايسة عند ذوی الالباب (اعلام الموقعين' الاحكام السلطانيه ص ۷۱) ہر قوم اپنے معاملات اور مصالح کو اچھے طریقے پر جانتی ہے اور اپنے سوا دوسروں پر عتاب کرتی ہے اور حق اہل دانش کے یہاں باہم رائے و تمثیل سے معلوم کیا جاتا ہے۔

(۳) كتب عمر الى شريح اذا اتاك امر فاقض فيه بما فى كتاب الله فان اتاك ماليس فى كتاب الله فاقض بما سن فيه رسول الله۔ فان اتاك ماليس فى كتاب الله ولم يسن فيه رسول الله فاقض بما اجمع عليه الناس۔ فان اتاك ماليس فى كتاب الله ولم يسنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يتكلم فيه احد فاى الامرين شئت فخذ به۔

عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کے پاس لکھا کہ جب تمہارے پاس کوئی معاملہ آئے تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ سے کرو۔ پھر اگر ایسا معاملہ آئے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرو۔ اگر ایسا معلاملہ آئے جو کتاب و سنت دونوں میں نہ ہو تو لوگوں کے اجماع سے فیصلہ کرو' اگر ایسا معاملہ آئے جس میں کتاب و سنت اور کسی کی رائے بھی نہ ہو تو دونوں امور میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔

(٤) وعن ابن عباس انه ارسل الى زيد بن ثابت افى كتاب الله ثلث مابقى؟ فقال زيد: انما اقول برای وتقول برأيك

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا باقی ماندہ کا ایک تہائی کتاب اللہ میں موجود ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنی رائے سے کہتا ہوں اور تم اپنی رائے سے کہتے ہو۔

۵۔ وسُئل ابن عمر عن شئ فعله ارأيت رسول اللهِ صلى الله عليه وسلم يفعل هذا اوشیء رأيته؟ قال بل شیء رأيته (جامع البيان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



العلم) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے ایک کام پر پوچھا گیا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے یا یہ کام آپ کی رائے کا ہے۔ فرمایا ایسا تو نہیں بلکہ میری رائے ہے۔

- ولقی عمر رجلا فقال: ما صنعت؟ فقال قضی علی وزید بکذا فقال لو کنت انا قاضیا لقضیت بکذ افقال : ما یمنعك والامر الیك؟ قال لو کنت اردك الی کتاب الله اوسنة رسول الله لعلمت ولکنی اردك الی رای والرای مشترك فلم ینقض ما قال علی وزید (جامع بیان العلم) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے ملاقات کی اور پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا علی اور زید نے ایسا فیصلہ کیا ہے۔ فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو اس طرح کرتا۔ اس نے کہا کہ کس چیز نے آپ کو روکا ہے جب کہ معاملہ آپ کے اختیار میں ہے۔ فرمایا اگر میں تمہیں کتاب اور سنت رسول اللہ کی طرف لوٹاتا تو ایسا ہی کرتا لیکن میں تمہیں ایسا کرنے سے اپنی رائے کی طرف لوٹ آؤں گا اور رائے مشترک چیز ہے۔ لہٰذا علی اور زید رضی اللہ عنہم نے جو کچھ کہا ہے اس کا رد نہیں کیا۔

وقاس زید بن ثابت وعلی بن ابی طالب فی الجد واتفقا فی انه لا یحجب الاخوة فقاسه علی وشبهه بسیل انشعبت منه شعبة ثم انشعبت منه شعبتان وقاسه زید علی الشجرة انشعب منها غصن وانشعب من الغصن غصنان لان قولهما فی الجد واحد فی انه یشارك الاخوة ولا یحجبهم (جامع بیان العلم ۲/۸۲) زید اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے دادا کے بارے میں قیاس کیا دونوں نے اتفاق کیا کہ بھائی محجوب نہیں ہوں گے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کا قیاس کیا اور اسے ایسے سیلاب سے مشابہ ٹھہرایا جس سے ایک شاخ نکلی پھر اس سے دو شاخیں نکلیں۔ زید رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے اس کا قیاس درخت سے کیا جس سے ایک ڈالی نکلی اور اس سے دو ڈالیاں نکلیں اس لئے کہ دادا کے متعلق دونوں کے قول ایک ہیں کہ وہ بھائیوں کو شامل ہوگا اور انھیں مجوب نہیں کرے گا۔

۸۔ وقال ابن عباس الاضراس بالاصابع وقال عقلهما سواء اعتبرها (۲/۸۲ اجمع بیان العلم) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ڈاڑھ کا بدلہ انگلیوں سے ہے اور کہا کہ دونوں کی دیت برابر ہے اس طرح انہوں نے ایک پر دوسرے کا اعتبار کیا۔

۹۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شراب پینے کو تہمت لگانے پر قیاس کیا ہے۔ فرماتے ہیں من شرب هذی و من هذی افتری فاری علیه حد المفتری (۱) جس نے شراب پی اس نے بک جھک کیا اور جس نے بک جھک کی وہ جھوٹ بولا اس لئے وہ بہتان تراشی کی حد کا مستحق ہے۔

۱۰۔ قیل لعمران سمرة اخذ من تجار الیهود الخمر من العشور وخللها فقال قاتل الله سمرة اما علم ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فباعوها واکلوا ثمانها فقاس عمر الخمر علی الشحم وان تحریمها لثمنها (۲/۵۸، ۵۹ المستصفی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ سمرہ نے یہودی تاجروں سے شراب لے کر اس

(۱) ابن حزم نے کتاب الاحکام (۲/۱۰۰۲، ۱۰۰۵) میں اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے لیکن محقق شیخ احمد شاکر نے کہا اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسے شیخین نے بیان نہیں کیا ہے ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ یحیی بن فلیح مجہول قطعی ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ اس نے سعید بن عنبر اور سعید بن ابی مریم سے روایت کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا سرکہ بنالیا ہے۔ فرمایا اللہ سمرہ کو ہلاک کرے کیا اسے نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے یہود کو لعنت فرمائی کہ انہوں نے چربی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی جبکہ یہ ان کے لئے حرام کی گئی تھی۔ حضرت عمر نے شراب کو چربی پر قیاس کیا اور اس کو حرام قرار دینا اس کی قیمت کے سبب سے ہے۔

۱۱۔ وقال الشعبی: انا ناخذ فی زکاۃ البقر فیما زاد علی الاربعین بالمقاییس (۲/۸۲ جامع بیان العلم) شعبی نے کہا ہم گائے کی زکوٰۃ جب چالیس سے زیادہ ہو جائیں قیاسی اصول سے لیتے ہیں۔

۱۲۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں۔ ماکل نسئال عنه نحفظه ولكننا نعرف الشیء بالشئی ونقیس الشیء وفی روایة اخری قیل له: اکل ما تفتی به الناس سمعته؟ قال لا ولکن بعضه سمعته وقست مالم اسمع علی ما سمعت (۲/۸۲ جامع بیان العلم)

ہم سے جن چیزوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے ان سب کو یاد کئے ہوئے نہیں رہتے۔ بلکہ ایک چیز کو دوسری چیز سے معلوم کرتے ہیں اور ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے ان سے پوچھا گیا کیا جو کچھ آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں انھیں دوسروں سے سنا ہے۔ کہا نہیں بلکہ بعض کو سنا ہے اور جسے نہیں سنا ہے اسے سنے ہوئے پر قیاس کیا ہے۔

## قیاس کا انکار کرنے والوں کے دلائل:

قیاس کا انکار کرنے والوں کا خیال ہے کہ نفی پر استدلال کی انھیں کوئی حاجت نہیں، منع کی جگہ پر رک جانا ان کے لئے کافی ہے۔ اس لئے جمہور نے جن دلائل سے قیاس کا استدلال کیا ہے ان کی مذمت کی ہے۔ ان کے سرخیل و علم بردار ابن حزم ظاہری ہیں جنھوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے اہل قیاس پر شدید حملے کیے ہیں اور اپنی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام میں ان پر فساد عقل، قلت حیاء، جہالت، جھوٹ اور خرابی کے الزامات لگائے ہیں اور ان کی تردید میں بہت سی تصنیفات چھوڑی ہیں۔ وہ اپنی کتاب محلیٰ میں لکھتے ہیں:

ولا یحل القول بالقیاس فی الدین ولا بالرای

دین میں رائے اور قیاس سے کوئی بات کہنی حلال نہیں ہے (المحلی ۱/۵۶)

مزید لکھتے ہیں:

ولو کان القیاس حقا لما اغفل رسول الله صلی الله علیه وسلم العمل به ثم من الباطل المتیقن ان یکون القیاس مباحا فی الدین ثم لا یعلمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ای شیء نقیس فصح ان القیاس باطل ولا شك فیه (احکام ابن حزم ۲/۹۸)

اگر قیاس حق ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے توجہی نہ برتتے۔ پھر یہ یقینی طور پر باطل ہے کہ قیاس دین میں مباح ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی ایسی چیز نہ سکھائیں جس سے ہم قیاس کریں۔ لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ قیاس باطل ہے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس قول کا مکمل رد قیاس کے اثبات کی دلیلوں سے ہو جاتا ہے۔

انکار کرنے والوں نے ثابت کرنیوالوں کے آیت شریفہ (فاعتبروا یا اولی الابصار) سے استدلال کی تردید کی ہے۔ ان کا گمان ہے کہ کسی چیز کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے یا تبین یا مجاوزت کا اعتبار نہیں ہے بلکہ نصیحت قبول کرنا ہے جس پر اس کا غالب اطلاق ہے۔ نیز اللہ تعالےٰ کا فرمان (ان فی ذالك لعبرة لاولی الابصار) نیز (وان لکم فی الانعام لعبرة) بھی اسی قبیل سے ہے۔

قیاس کرنے والا جو نہ آخرت کے معاملے میں غور و فکر کرتا اور نہ نصیحت پکڑتا ہے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ وہ غیر معتبر ہے۔

اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اعتبار سے مراد قیاس ہے تو اس کا یہ موقع ومحل نہیں ہوسکتا ہے اس لئے کہ اللہ کے فرمان (یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین) میں یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد نصیحت حاصل کرنا ہے۔ اس لئے کہ ایسا کہنا ٹھیک نہیں کہ کہا جائے کہ (یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین) پھر باجرے کو گیہوں پر قیاس کریں۔

اگر ہم تسلیم کریں کہ اس کی دلالت قیاس پر ہے تو ہم شرعی امور کے بجائے اسے عقلی امور پر محمول کریں گے یا ایسے امور پر جن کی علت ان پر منصوص ہو۔ خطاب کے وقت جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ یہ خاص ہو۔ یہ سب احتمالات اس آیت سے استدلال کو اگر باطل نہیں تو ضعیف ضرور قرار دیتے ہیں۔

ان تمام باتوں کی تردید اس سے ہو جاتی ہے کہ نصیحت پذیری عبرت کا معلول ہے اس کی حقیقت نہیں ہے۔ اس لئے نصیحت پذیری کو عبرت پذیری پر مرتب کرنا صحیح ہوتا ہے۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ عبرت حاصل کرو پھر نصیحت حاصل کرو۔ اور اگر اس کا عین ہوتا تو ترتیب اور سیاق کلام درست نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعتبار کی حقیقت غیر کی طرف سبقت کرنا اور منتقل ہونا ہے کیونکہ سبقت کا معنیٰ نصیحت پذیری میں ثابت ہے کیونکہ غیر سے نصیحت پکڑنے والا غیر کی حالت جان کر اپنے نفس کے حال کے علم کی طرف لوٹتا ہے۔

نصیحت پذیری غیر کے بغیر ناممکن ہے بلکہ نصیحت کی طرح اس سے اس کا غیر سمجھا جائے گا اس طرح حقیقت میں وہ مشترک معنیٰ میں کر دیا جاتا ہے۔ لیکن قیاس کرنے والے سے جو نصیحت پذیر نہیں ہے اس کی صحت کی نفی ایک بڑے حصے میں اس کی کوتاہی کے سبب سے ہے کیونکہ اعتبار سے اصل مقصد آخرت ہے پس جب اس نے اس میں کوتاہی کی تو کہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جائے گا کہ وہ مجازاً غیر معتبر ہے۔ جس طرح وہ شخص جو قرآنی آیات میں غور وفکر نہیں کرتا اندھا یا بہرا کہا جاتا ہے۔ ایسا اس کے عمل قیاس اختیار کرنے کی بنا پر نہیں ہے۔

(یخربون بیوتهم بایدیهم وایدی المومنین) کہا گیا ہے کہ اس میں باجرے کو گیہوں پر قیاس کیا گیا ہے۔ یہ کلام بہت ناقص ہے کیونکہ قیاس کی اس خصوصیت اور تخریب بیوت میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ بلکہ اس آیت میں جس چیز کا حکم ہے وہ مطلق اعتبار ہے قیاس شرعی جس کا ایک جز ہوگا اور یہ کمزور کلام نہیں ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ آیت کی دلالت یہ کہہ کر رد کر دیں کہ آیت اور ان کے قول قیسوا الذرة علی البر میں کوئی مناسبت نہیں ہے اور اگر اس کے بدلے میں یہ کہتے کہ اپنے حال کو ان کے حال پر قیاس کرو اور یہ جانو کہ تم انھیں کی طرح انسان ہو۔ اگر تم انھیں جیسا کام کرو گے تو تم پر بھی وہی عذاب اترے گا جو ان پر اترا۔ ایسی صورت میں استدلال صحیح اور دلیل واضح ہو جاتی۔ پھر جس چیز کا حکم ہوا ہے وہ مطلق نصیحت پذیری ہے اور اس کے افراد اس کی ہر ایک کی طرف نسبت میں برابر ہیں۔ اس لئے اس کو ایسی چیز سے مقید کرنا جس کی علت منصوص ہو بلا دلیل ہے اور جب خطاب اپنے صیغہ کے ساتھ عام ہو تو خطاب کے وقت موجود لوگوں کے ساتھ اس کی تخصیص بلا مخصص کے ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

## حدیث معاذ رضی اللہ عنہ:

انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کو ضعیف ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ ابن حزم نے اپنی کتاب احکام (۲/۷۷۴،۷۷۶) میں کیا ہے اس لئے کہ اس میں دو مجہول راوی موجود ہیں اور امام بخاری سے تاریخ اوسط کے حوالہ سے اس کی تضعیف نقل کی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ میرے یہاں اس کی سند متصل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہے۔ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے:

یہ حدیث اگر چہ غیر معروف لوگوں سے مروی ہے لیکن وہ معاذ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں اس لئے یہ بات حدیث کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی کیونکہ یہ حدیث کی شہرت پر دلالت کرتی ہے۔ حارث بن عمر نے اصحاب معاذ کی ایک جماعت سے اسے بیان کیا اور یہ شہرت میں ایک معروف شخص کی شہرت سے کہیں زیادہ ہے۔ علم، دین، فضل وصدق میں اصحاب معاذ کی شہرت کسی سے مخفی نہیں ہے ان کے اصحاب میں کوئی متہم یا کذاب معروف نہیں ہے نہ مجروح ہے بلکہ وہ مسلمانوں کے بہترین صاحب فضل لوگ ہیں اور اہل علم اس کی نقل میں کوئی شک نہیں کرتے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ شعبہ اس حدیث کے علم بردار ہیں۔

کچھ آئمہ نے کہا ہے کہ جب شعبہ کو کسی اسناد میں دیکھو تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ پھر کہتے ہیں۔

ابو بکر خطیب نے کہا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبادہ بن نسئی نے اسے عبدالرحمٰن بن غنم عن معاذ کے طریق سے روایت کی ہے یہ متصل سند ہے۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اہل علم نے اسے نقل کیا ہے اور دلیل پکڑی ہے ان کے نزدیک صحیح ہونے کی وجہ سے ہم نے بھی اس کی صحت کو اختیار کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''وارث کے لئے وصیت نہیں ہے'' کو ہم نے صحیح مانا ہے۔ دریا کے متعلق آپ کا فرمان ہے ''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے''۔ آپ کا فرمان ہے ''جب بائع اور مشتری قیمت کے بارے میں اختلاف کریں اور سامان تجارت موجود ہو تو دونوں قسم کھائیں اور بیع کو فسخ کر دیں۔ آپ کا فرمان ہے ''دیت عاقلہ پر ہے'' یہ احادیث اگر چہ اسناد کے اعتبار سے ثابت نہ ہوں لیکن ایک بڑے گروہ نے اپنی ہی طرح ایک بڑے گروہ سے جب انھیں حاصل کیا تو ان کے نزدیک ان کی صحت کی بنا پر اسناد طلب کرنے سے بے پرواہ ہو گئے۔ اسی طرح معاذ رضی اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عنہ کی حدیث ہے کہ جب بہت سے لوگوں نے اس سے استدلال کیا تو اس کی سند طلب کرنے سے بے پرواہو گئے (جامع بیان العلم ۲/۶۹)

ابن عبدالبر جامع بیان العلم (۱/۲۲) میں لکھتے ہیں۔ داؤد نے حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی اسناد پر کلام کیا ہے اور اسے اس بنا پر رد کر دیا ہے کہ وہ معاذ رضی اللہ عنہ کے غیر معروف اصحاب سے مروی ہے۔ حالانکہ حدیث معاذ صحیح اور مشہور ہے اسے آئمہ عدول نے روایت کیا ہے وہ اجتہاد اور اصول پر قیاس کرنے کے سلسلے میں اصل ہے۔

قیاس کی نفی کرنے والوں کا یہ گمان کہ مذکورہ حدیث (الیوم اکملت لکم دینکم) والی آیت کے نزول سے پہلے کی ہے۔ اس وقت قیاس جائز ہوسکتا تھا لیکن دین کے مکمل ہو جانے کے بعد اسکی اجازت نہیں اس لئے کہ نصوص خود اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں لہٰذا قیاس کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن ان کا یہ قول نا قابل قبول اور لائق تردید ہے اس لئے کہ دین کا کمال جس طرح کتاب وسنت کے امور میں بطور اصل کے ہوتا ہے ان کے تابع امور میں بھی ہوتا ہے اور قیاس تابع ہے۔ وہ کتاب وسنت کی وضاحت کرنے والا ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ سند کے اعتبار سے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں ہے اس لئے اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں ہوگی۔ ہاں اس مفہوم کی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے احکام میں اجتہاد کئے ہیں اور آپ ﷺ نے انھیں کوئی ملامت نہیں کی ہے۔ جس طرح احزاب کے موقع پر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ عصر کی نماز بنوقریظہ کے محلے میں پڑھیں (۱)۔ بعض نے اجتہاد کیا اور اسے راستے میں ادا کیا اور کہا تم سے تاخیر مطلوب نہیں ہے بلکہ آپ کا

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی: باب مرجع النبی ﷺ الاحزاب (حدیث۔۴۱۱۹)۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد: باب المبادرة بالغزو (حدیث ۱۷۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقصد جلدی چلنے سے ہے انھوں نے معنی کو دیکھا۔ دوسروں نے اجتہاد کیا اور اسے بنوقریظہ پہنچنے تک موخر کیا اور رات میں نماز پڑھی انہوں نے لفظ کو دیکھا۔ یہ اہل ظاہر کے سلف ہیں اور وہ اصحاب معانی اور قیاس کے سلف ہیں۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنوقریظہ کے بارے میں اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب کی اور فرمایا:

لقد حکمت فیھم بحکم اللہ من فوق سبع سموات (۱) تم نے اس اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔

وہ دونوں صحابی جو سفر پر نکلے تھے انھیں عصر کی نماز کا وقت درپیش ہوا تو ان دونوں نے اجتہاد کیا تھا۔ ان دونوں کے پاس پانی نہیں تھا' دونوں نے نماز پڑھی' پھر وقت کے اندر ہی پانی پا گئے تو ایک نے دوبارہ پڑھی اور دوسرے نے اعادہ نہیں کیا۔ آپ نے دونوں کی تصویب فرمائی۔ جس نے اعادہ نہیں کیا تھا اس سے فرمایا: اصبت السنة واجزأتك صلاتك تم نے سنت اپنائی' تمہاری نماز تمہیں کفایت کرے گی۔ دوسرے سے فرمایا: لك الاجر مرتین (۲) تمہیں دوہرا اجر ہے۔

مجزز مدلجی نے قیافہ اور قیاس کر کے حکم لگایا کہ زید اور ان کے لڑکے اسامہ رضی اللہ عنہما کے قدم ایک جیسے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اس قدر خوش ہوئے کہ اس قیاس کی صحت اور حق سے اس کی موافقت سے آپ کا چہرہ چمک اٹھا۔ (۳) اصل میں

---

(۱) صحیح بخاری' کتاب الجهاد: باب اذا نزل العدو علی حکم رجل' (حدیث۔۳۱۴۳) صحیح مسلم' کتاب الجہاد۔ باب جواز قتال من نقض العهد' (حدیث۔۱۷۶۸)

(۲) سنن ابی داؤد' کتاب الطهارة: باب المتیمم یجد الماء...... (حدیث۔۳۳۸) سنن نسائی' کتاب الغسل: باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلاة' (حدیث۔۴۳۳)

(۳) صحیح بخاری' کتاب الفرائض: باب القائف' (حدیث۔۶۷۷۰'۶۷۷۱) صحیح مسلم' کتاب الرضاع: باب العمل بالحاق القائف الولد (حدیث۔۱۴۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زید رضی اللہ عنہ کھلے رنگ کے تھے اور ان کے لڑکے اسامہ رضی اللہ عنہ سیاہ رنگ کے تھے۔ اس قیافہ شناس نے فرع کو اصل اور نظیر سے ملایا اور سفیدی اور سیاہی کے وصف کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ حکم میں اسکی کوئی تاثیر نہیں ہے۔

## صحابہ اور قیاس:

انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ قیاس صحابہ کے نزدیک ایسے مرجع کی حیثیت رکھتا ہو جس سے انہوں نے احکام کو استنباط کیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا مرجع اس سلسلہ میں کتاب وسنت کے خفی الدلالت نصوص میں اجتہاد کرنا ہے۔ جیسے مطلق کو مقید کرنا اور عام کو خاص پر محمول کرنا وغیرہ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اجتہاد کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں سے قیاس ایک قسم ہے۔ لہٰذا اس کو ترک کر کے دوسری اقسام کا اختیار کرنا بلا دلیل اپنی مرضی کی بات مسلط کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

اس کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے بلا سکھائے ہوئے شکاری جانوروں کو سکھائے ہوئے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے قیاس کیا (وما علمتم من الجوارح مكلبين) اور جو شکاری درندے تم نے شکار کے لئے سدھائے ہوں (مائدہ)

اور محصنات پر قیاس کرتے ہوئے محصنین کو بھی اس آیت کے مطابق شامل کیا یعنی (والذين يرمون المحصنات) اور جو پاک دامن عورتوں کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں (النور۔۴)

اور لونڈیوں پر قیاس کرتے ہوئے اس آیت کے مطابق غلاموں کو بھی شامل کیا یعنی (فان احصن فاتين بفاحشة فعليهن نصف ماعلى المحصنات من العذاب) پھر اگر نکاح میں آ کر بے حیائی کا کام کریں تو آزاد عورتوں کی نسبت نصف سزا ان کو ہوگی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(النساء۔۲۵)

احرام کی حالت میں مقتول شکار کے بدلے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ومن قتله متعمدًا) اس میں خطاء سے قتل کرنا بھی داخل ہے۔جمہور کا قیاس یہی ہے' کتابیہ عورتیں جب مسلمان سے شادی کرلیں پھر چھونے سے پہلے انھیں طلاق ہو جائے تو مومنات پر قیاس کرتے ہوئے ان پر بھی عدت نہیں ہے۔دو بہنوں پر قیاس کرتے ہوئے دولڑکیوں کوثلث کا وارث بنانے پر بھی اجماع ہے۔

ماں کے نام سے ظہار کرنے پرلڑکی کے نام سے ظہار کرنے کو قیاس کرنا اسی قبیل سے ہے۔اسی طرح ایمان کی شرط کے ساتھ قتل میں گردن کی آزادی پر' ظہار میں گردن کی آزادی کا قیاس کرنا' دو بہنوں کی حرمت اور لونڈی کی تمام قربتوں کا قیاس نیز دو بہنوں کی حرمت اور اکٹھا لونڈی بنانے کے سلسلے میں لونڈی کی تمام قرابتوں کا قیاس آزاد عورتوں پر کرنا۔

کچھ قیاس کا انکار کرنے والوں نے متفق علیہ یا مختلف فیہ مسائل کو لفظی عموم میں داخل کرنا چاہا ہے اس طرح مرد کی تہمت کو عورت کی تہمت میں داخل کیا اور محصنات کو فروج کی صفت ٹھہرایا نہ کہ عوتوں کی۔اور تمام شکاری جانوروں کے شکار کو (وما علمتم من الجوارح) میں داخل کیا اور مکلبین کا لفظ اگر چہ لفظ کلب سے بنا ہے لیکن اس کا معنی ہے کہ انھیں شکار کی تربیت دی ہو۔

ان کے لئے اگر بعض مسائل میں ایسا ہونا ممکن بھی ہو جیسا کہ خنزیر کے اجزاء کی حرمت کے بارے میں انہوں نے یقین کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قول (فانه رجس) میں داخل ہے۔اس میں انہوں نے مضاف کے بجائے ضمیر کو مضاف الیہ کی طرف لوٹایا ہے لیکن زیادہ مقامات پر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے ان میں وہ ضرور قیاس کی طرف مضطر ہوں گے یا ایسے قول کی طرف جسے پہلے کسی نے نہ کیا ہو۔فتویٰ دینے والے آئمہ میں کسی کو بھی یہ معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (القوھا وما حولھا) چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو' گھی کے ساتھ خاص ہے' دوسرے روغن اور سیال اشیاء اس میں داخل نہیں ہیں اور یہ قطعی بات ہے کہ صحابہ' تابعین اور آئمہ فتویٰ گھی' تیل اور شیرہ وغیرہ میں فرق نہیں کرتے تھے جس طرح چوہے اور بلی میں اس مسئلے میں فرق نہیں کرتے تھے۔(۱)

## رسول اللہ ﷺ کے قیاسات پر ان کا اعتراض:

ان حدیثی قیاسات پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ثابت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خطا پر قائم نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا تھا:

یاایھا الناس ان الرای انما کان من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیباً ان اللہ کان یریہ وانما ھو منا الظن والتکلف (الاعلام ۱/ ۵۷)

لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے حق ہوتی تھی اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرماتا تھا اور ہماری رائے ظن اور تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد اللہ کا یہ فرمان تھا: (انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراك اللہ) ہم نے سچی کتاب تیری طرف اتاری ہے کہ تو لوگوں میں اللہ کے بتلائے ہوئے قانون سے حکم کرے (نساء ۱۵) لہٰذا اللہ تعالےٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ بتایا اس کے سوا آپ کی کوئی رائے نہیں تھی۔ آپ کے سوا دوسروں کی رائیں ظن اور تکلف ہیں اور اسی سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہاں تک تو آپ کے موافق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیاسات قطعی ہیں اور دوسروں کے قیاسات ظنی ہیں اور خطا کا احتمال رکھتے ہیں لیکن

(۱) ابن قیم نے اس سلسلے میں بہت سی مثالیں بیان کی ہیں (اعلام الموقعین ۱/ ۲۲۶' ۲۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان سے قیاس کی مشروعیت پر استدلال کی نفی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اگر وہ جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ کرتے لیکن جب آپ نے کیا ہے تو یہ اس کے مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس میں امت کے دیگر افراد شامل نہیں ہو سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کیا عالم دین کو بھی فہم واجتہاد کی اجازت ہے (لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة) اللہ کے رسول کی ذات میں تمہارے لئے بہترین اسوہ ہے۔

مثبتین کے دلائل پر حملے پھر ان حملوں کے جواب کے بعد بھی منکرین قیاس نے ہتھیار نہیں ڈالے بلکہ اپنے مقصد کے لئے کتاب وسنت سے مزید دلیلیں ڈھونڈھنے لگے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نصوص سے ان کا استدلال تین طریقے سے ہے۔

(۱) ان کا دعویٰ ہے کہ نصوص میں تمام احکامات کامل طور پر داخل ہیں اور دین کا کمال قیاس کی نفی کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسائل کو نصوص کی طرف پھیرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ قیاس کی طرف بلکہ قیاس کی طرف لوٹانا اللہ کی شریعت کے باہر کی چیز کی طرف لوٹانا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایسی احادیث اور آیتیں پیش کی ہیں جو ان کے زعم میں قیاس کی نفی اور اسے باطل کرتی ہیں۔

ابن حزم ان دونوں شقوں کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دین میں رائے اور قیاس سے کوئی بات کہنی جائز نہیں ہے اس لئے کہ تنازع کے وقت معاملے کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹانا واضح طور پر ثابت ہے۔ اب اگر کوئی شخص قیاس یا کسی ایسی علت کی طرف جس کا وہ مدعی ہے معاملے کو لوٹاتا ہے وہ ایمان پر مبنی اس حکم الٰہی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مخالفت کرتا ہے اور اللہ کے حکم کے سوا دوسری چیز کی طرف اپنے کام کو پھیرتا ہے اور یہ جرم عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (مافرطنا فی الکتاب من شیء) ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے اور (لتبین للناس ما نزل الیھم) تا کہ تم لوگوں کے سامنے بیان کردو جوان کی طرف اتارا گیا ہے اور اللہ کا فرمان (الیوم اکملت لکم دینکم) آج ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا' کھلے طور پر قیاس اور رائے کو باطل کرتے ہیں۔ اہل قیاس ورائے کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے کہ ان دونوں کا استعمال جب تک نص موجود ہے نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ نص میں کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی لوگوں کے لئے اتارا گیا ہے سب بیان کردیا ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نص نے تمام دین کو مکمل کر دیا ہے اور جب ایسا ہے تو قیاس اور رائے کی ضرورت باقی نہیں رہی نہ اپنی نہ کسی غیر کی (المحلی لابن حزم ۱/۵٦)۔

ابن حزم اور ان کے ہم خیال لوگوں کے رد میں قیاس کے قائلین محققین نصوص کے تمام احکام کو شامل ہونے کا انکار نہیں کرتے لیکن شمولیت کے طریقے میں ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ ظاہریہ کہتے ہیں کہ نصوص کا احکامات کو شامل ہونا صرف عبادت کے طریق پر ہوتا ہے اور قیاس کے قائلین کہتے ہیں کہ احکام پر نصوص کی دلالت جس عبارت سے ہوتی ہے اسی طرح دلالت کے عام اقسام سے بھی ہوتی ہے جو تمام نصوص اور ان کے عام احوال میں شریعت کے مقاصد کی وضاحت کرتی ہیں۔ قیاس کے قائلین اس طور پر نصوص کو استعمال کر کے معاملات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

وگرنہ ابن قدامہ کے بقول قرآن میں جد (دادا) اخوہ' عول' مبتوتہ' مفوضہ اور تحریم کے مسائل کہاں مذکور ہیں جبکہ ان کے سلسلے میں اللہ کا شرعی حکم ہے (روضۃ الناظر ۲/۲۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) منکرین قیاس ایسے نصوص سے استدلال کرتے ہیں جو قیاس کی نفی کرتی ہیں جن میں ایک مالک اشجعی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

(۱) تفترق امتی علی بضع وسبعین فرقة اعظمها فتنة علی امتی قوم یقیسون الامور برایهم فیحلون الحرام ویحرمون الحلال (احکام الاحکام ۲/۱۰۶۸)(۱) میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں امت کیلئے فتنے کے اعتبار سے سب سے بڑا وہ فرقہ ہوگا جو معاملات کو اپنی رائے پر قیاس کرے گا اس طرح وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردے گا۔

ابوعمر ابن عبدالبر نے اس پر اس طرح تعلیق لکھی ہے۔ یہ غیر اصل پر قیاس کرنا ہے اور دین میں اٹکل اور ظن سے کلام کرنا ہے۔ کیا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں پڑھا ہے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردیں گے اور یہ بات واضح ہے کہ کتاب وسنت میں جن چیزوں کو حلال کیا گیا ہے وہ حلال ہیں اور ان میں جو کچھ حرام کیا گیا ہے وہ حرام ہیں۔ جو شخص اسے نہ سمجھے اور کسی سوال کے متعلق قیاس اور اپنی رائے سے کہہ بیٹھے جس کا سنت سے واسطہ نہ ہو تو اس شخص نے معاملات میں اپنی رائے سے قیاس کیا لہٰذا خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور جس نے فروع کو اصول کی طرف لوٹایا اس نے اپنی رائے سے کچھ نہیں کہا۔

(۲) ابووائل کہتے ہیں: قال سهل بن حنیف یا ایها الناس اتهموا رایکم علی دینکم لقد رایتنی یوم ابی جندل ولواستطیع ان ارد امر رسول الله صلی الله علیه وسلم لرددته وما وضعنا سیوفنا علی عواتقنا الی امر یفظعنا الا اسهلن نباالی امر نعرفه

---

(۱) محقق نے اسے ضعیف بتایا ہے دیکھئے اعلام الموقعین ۱/۵۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غیر هذا الامر (۱)

یعنی سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! دین پر اپنی رایوں کو متہم کرو میں نے یوم ابوجندل (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) کو یہ بات دیکھی ہے اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کرسکتا تو ضرور رد کرتا۔ گھبراہٹ کے کسی معاملے میں جب ہم نے تلواریں گردن پر رکھیں تو انہوں نے ہمیں پہنچا دیا ایک دوسرے معاملے تک جس کو ہم جانتے ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث: انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله لا ينزع العلم بعد ان اعطاكموه انتزاعاً ولكن ينتزعه منهم مع قبض العلماء بعلمهم فيبقىٰ ناس جهال يستفتون فيفتون برايهم فيضلون ويضلون (۲)

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں علم عطا کرنے کے بعد اسے چھینے گا نہیں بلکہ تمہارے علماء کو اٹھالے گا پھر جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے۔ لوگ فتویٰ طلب کریں گے تو وہ انھیں اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان دونوں حدیثوں کا باب اس طرح باندھا ہے باب ما يذكر من ذم الراى وتكلف القياس (ولا تقف) لاتقل (ماليس لك به علم) یہ باب رائے کی مذمت کے بیان اور قیاس کے تکلف اور لا تقف یعنی مت کہہ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاعتصام: باب مايذكر من ذم الراى (حدیث۔۷۳۰۸) صحیح مسلم کتاب الجهاد: باب صلح الحديبية (حدیث۔۱۷۸۵)

(۲) صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب مايذكر في ذم الرأى (حدیث۔۷۳۰۷) صحیح مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضه (حدیث۔۲۶۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مالا لیس لك به علم یعنی جس کا تمہیں علم نہیں ہے' کے متعلق ہے۔

ابن حجر نے بخاری کی اس روایت پر تعلیق کرتے ہوئے لکھا ہے: رائے میں مذموم چیز وہ ہے جس کے خلاف نص پائی جاتی ہو اور لفظ (من) سے بخاری کا اشارہ اس طرف ہے کہ بعض رائے کا فتویٰ مذموم نہیں ہوتا یعنی جب کتاب وسنت اور اجماع کی کوئی نص موجود نہ ہو۔ اور امام بخاری کے قول تکلف القیاس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان تینوں اصولوں کو نہ پائے اور قیاس کی ضرورت محسوس کرے تو بہ تکلف نہیں بلکہ قیاس کو اصل صورت میں استعمال کرے۔ اور علت جامعہ کو جو قیاس کے ارکان میں سے ہے ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جب علت جامعہ واضح نہ ہو تو برأت اصلیہ کو اختیار کرے (۱۳/۲۸۷ فتح الباری)

ابن بطال نے قائلین قیاس کے نصوص استدلال اور ان کے فعل میں موافقت پیدا کرتے ہوئے لکھا ہے۔

نص آیت بغیر علم کے کوئی بات کہنے کی مذمت میں ہے۔ اس سے وہ شخص مخصوص ہو جاتا ہے جو کسی اصل سے استناد لئے بغیر رائے سے کلام کرے۔ اور حدیث میں ایسے شخص کی مذمت ہے جو جہالت کے ساتھ فتوی دے اسی لئے اسے گمراہی اور گمراہ گری سے متصف کیا ہے۔ لیکن جو شخص اصل سے استنباط کرے اس کی مدح کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ (لعلمه الذين يستنبطونه منهم) تو اسے وہ لوگ جان لیتے ہیں جو اس سے استنباط کرتے ہیں۔ اس لئے رائے جب کتاب وسنت اور اجماع کے اصل کی طرف منسوب ہو تو محمود ہے اور اگر ان میں سے کسی کی طرف منسوب نہ ہو تو مذموم ہے اور سہل بن حنیف اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی روایت اگرچہ رائے کی مذمت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن یہ ایسی باتوں کے ساتھ مخصوص ہے جو نص کے مخالف ہوں گویا کہ یوں کہا ہے کہ جب سنت کی مخالفت کرے تو رائے کو متہم کرو (۱۳/۲۸۷، ۲۸۸ فتح الباری)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ جب نص اور اجماع نہ پائے تو نص کی طرف استناد کرتے ہوئے قیاس کرے اور یہ جہل سے نہیں بلکہ علم سے ہو۔ امام شافعی لکھتے ہیں:

علم کا طریقہ کتاب' سنت اجماع' آثار اور وہ باتیں ہیں جن پر قیاس کرنے کے متعلق ہم نے اس سے پہلے بیان کیا (۵۰۸۔ الرسالہ)

## (۴) اجماع سے قیاس کی نفی کا استدلال:

عقل و نقل سے استدلال کرنے کے ساتھ انہوں نے قائلین قیاس کے رد میں اجماع کو بھی استعمال کیا ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں:

ترک قیاس کے متعلق اجماع کا ذکر ہم نے کئی طریقوں سے کیا ہے۔ امت کا اجماع ہے کہ قرآن اور صحیح احادیث سے احکامات حاصل کرنا واجب ہے یا امت نے جن کے حرام ہونے یا واجب ہونے پر اجماع کیا ہے وہ واجب العمل ہیں۔ امت کا اجماع ہے کہ کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بغیر اجماع اور نص کے کوئی حکم بیان کرے امت کا اجماع اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق پر بھی ہے (مافرطنا فی الکتاب من شیء) اور (الیوم اکملت لکم دینکم) یہ اجماع قیاس کے ترک پر ہے اور کسی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے (۲/۱۰۸۷ احکام الاحکام لابن حزم)۔

اس طریقے کی تردید جس کے اجماع ہونے کا گمان کیا گیا ہے اس طرح کر سکتے ہیں کہ قرآن و سنت سے احکام اخذ کرنے کے وجوب اور دیگر آیات مذکورہ اور قیاس کی نفی کے درمیان کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ قیاس کے قائلین اور عاملین کا نظریہ ہے کہ قیاس وہ ہے جو نص کی طرف لوٹایا گیا ہو۔ امام شافعی لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر کوئی کہنے والا کہے کہ جس مسئلے میں کتاب وسنت موجود نہ ہو کیا اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ ہاں تمام کا تمام اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے اگر پوچھا جائے کہ اس کا تمام کا تمام کیا ہے؟ تو جواب ہوگا کتاب وسنت سے اس میں اجتہاد کرنا (۲۷۲/۷۔ الام للشافعی)

## (۵) صحابہ اور ان کے بعد کے آثار:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: اذا اتاک الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تضرب له الامثال (۱) (۶۸/۲۰۱ الاحکام) جب تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آجائے تو اس کے سامنے مثالیں مت بیان کرو۔

وہ لوگ کہتے ہیں کہ قیاس کے ابطال میں یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے۔

(۲) اسی طرح کا قول سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا گیا ہے (۶۹/۲ الاحکام لابن حزم)

(۳) ونهی عمر عن المکایلة قال مجاهد یعنی المقایسته حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو چیزوں کے ساتھ پیائش سے منع کیا ہے مجاہد کہتے ہیں یعنی ایک چیز کو دوسری پر قیاس کرنا (۱۰۷۰/۲ الاحکام لابن حزم۔ ۵۰/۱ سنن دارمی)

(۴) وعن ابن مسعود قال: لیس عام الاوالذی بعده شرمنه لا اقول عام امطر من عام ولا عام اخصب من عام ولا امیر خیر من امیر ولکن

---

(۱) سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ: باب ما جاء فی الوضوء مما غیرت النار (حدیث۔ ۷۹۰)
سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ۔ باب الوضوء مما غیرت النار (حدیث۔ ۴۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذهاب خياركم وعلماء كم ثم يحدث قوم يقيسون الامور برأيهم فينهدم الاسلام وينثلم (۵۸/۱سنن دارمی۔۱۰۷۰/۲احکام لابن حزم)

جو بھی سال آتا ہے اس کے بعد آنے والا اس سے برا ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سال اس سے زیادہ بارش والا ہے اور یہ سال اس سے زیادہ فصل والا ہے اور نہ یہ امیر اس امیر سے بہتر ہے۔ بلکہ میری مراد صلحاء اور علماء کے گذر جانے سے ہے پھر ایسے لوگ آئیں گے جو تمام امور کو اپنی رائے پر قیاس کریں گے اس سے اسلام منہدم ہو جائے گا۔

(٥) وعن عمر قال اياكم واصحاب الراى فانهم اعداء السنن' اعيتهم الاحاديث ان يحفظوها فقالوا بالراى فضلوا واضلوا (۲۸۹/۱۳ فتح الباری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اصحاب رائے سے بچو یہ سنت کے دشمن ہیں یہ حدیث حفظ کرنے سے عاجز ہیں اس لئے رائے زنی کر کے گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔

(٦) عن محمد بن سيرين قال : ان القياس شئوم واول من قاس ابليس فهلك وانما عبدت الشمس والقمر بالمقاييس (۱/ ۵۸ سنن دارمی۔ ۲/ ۱۰۷۳ احكام لابن حزم) محمد بن سیرین کہتے ہیں قیاس مکمل بدبختی ہے' سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا اور ہلاک ہو گیا۔ سورج' چاند کی پوجا قیاسات ہی سے کی گئی ہے۔

(٧) قال ابو حنيفة البول فى المسجد احسن من بعض قياسهم (۲/ ۱۰۷٦ احكام ابن حزم) امام ابوحنیفہ کہتے ہیں مسجد میں پیشاب کرنا ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگوں کے بعض قیاس سے اچھا ہے۔

(۸) عن الحسن انه تلا هذه الاية خلقتني من نار وخلقته من طين قال : قال ابليس وهو اول من قاس (۱/۵۸، ۹۵ سنن دارمی)۔ حسن سے مروی ہے انہوں نے آیت پاک (خلقتني من نار الخ) مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا کو تلاوت کیا تو کہا: ابلیس نے قیاس کیا اور یہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا ہے۔

(۹) عن مسروق انه قال انی اخشی ان اقیس فتزل قدمی (۱/۵۸، ۵۹ دارمی) مسروق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں قیاس کرنے سے ڈرتا ہوں کہ میرا قدم نہ پھسل جائے۔

(۱۰) وعن الشعبی قال: ایاکم والمقایسة والذی نفسی بیده لئن اخذتم بالمقایسة لتحلن الحرام ولتحرمن الحلال ولکن ما بلغکم عمن حفظ عن اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم فاعملوا به (۱/۴۵ دارمی) شعبی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ قیاس کرنے سے بچو۔ واللہ اگر ایسا کرو گے تو ضرور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر ڈالو گے بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس پر عمل کرو۔

(۱۱) وقال احمد یجتنب المتکلم فی الفقه هذین الامرین الاصلین المجمل والقیاس (۳٦۷ المسوده لابن تیمیه) امام احمد نے کہا ہے کہ فقہ میں کلام کرنے والا ان دو اصلوں سے بچے یعنی مجمل اور قیاس سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## منکرین اور قائلین قیاس کے دلائل میں تطبیق:

مذکورہ بالا آثار کی طرح بے شمار آثار صحابہ وتابعین سے منقول ہیں اس لئے قائلین قیاس اور منکرین قیاس سے دلائل میں تطبیق کا راستہ تلاش کرنا ضروری ہے۔ علامہ ابن قیم اس سے متعلق صحیح طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولا تعارض بحمد الله بين هذه الآثار عن السادة الاخيار وكل منها له وجه وهذا انما يتبين بالفرق بين الراى الباطل الذى ليس من الدين والراى الحق الذى لا مندوحة عنه لاحد المجتهدين (١/٦٩ اعلام الموقعين)

آئمہ وصالحین کے ان آثار میں بحمد اللہ کوئی تعارض نہیں ہے ان میں سے ہر ایک کی ایک وجہ ہے اور یہ بات باطل رائے کے درمیان جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور صحیح رائے کے درمیان۔ جس سے مجتہدین کو مفر نہیں۔ فرق کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

الراى ثلاثة اقسام: راى باطل بلا ريب وراى صحيح وراى هو موضع الاشتباه والاقسام الثلاثة قد اشار اليها السلف فاستعملوا الراى الصحيح وعملوا به وافتوا به وسوغوا القول به وذموا الباطل ومنعوا من العمل به والفتيا والقضأ به واطلقوا السنتهم بذمه وذم اهله والثالث سوغوا العمل والفتيا والقضاء به عند الاضطرار اليه حيث لا يوجد منه بد ولم يلزموا احدا العمل به ولم يحرموا مخالفته ولا جعلوا مخالفه مخالفا للدّين بل غايته انهم خيروا بين قبوله و رده فهو بمنزلة ما ابيح للمضطر من الطعام والشراب الذى يحرم عند الضرورة اليه كما قال الامام احمد (سالت الشافعى عن القياس فقال لى عند الضرورة)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وكان استعمالهم لهذا النوع عند الضرورة لم يفرطوا فيه ويفرعوه ويولدوه ويوسعوه كما صنع المتاخرون بحيث اعتاضوا به عن النصوص والآثار وكان اسهل عليهم من حفظها (۱/ ۷۰ اعلام الموقعين)

رائے کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یقینی طور پر باطل رائے۔ (۲) صحیح رائے۔ (۳) مشتبہ رائے

ان تینوں قسموں کی طرف سلف نے اشارہ کیا ہے انہوں نے صحیح رائے کا استعمال کیا اس پر فتویٰ دیا اور اس پر گفتگو کی۔ باطل رائے کی مذمت کی' اس پر عمل کرنے کا فتویٰ دینے اور اس سے فیصلہ کرنے سے منع کیا۔ اپنی زبان سے اس کی اور اسے اختیار کرنے والے کی مذمت کی۔ تیسری قسم کو ضرورت کے وقت عمل' فتویٰ اور قضا کے لئے اختیار کیا یعنی جب اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو' اس پر عمل کے لئے کسی ایک کو نہ لازم کیا اور نہ دوسری کی مخالفت کو حرام ٹھہرایا' نہ اس کے مخالف کو دین کا مخالف کہا' غرض یہ کہ اس کے قبول اور رد میں اختیار دیا۔ وہ ایسی کھانے پینے کی اشیاء کے درجے میں ہے جو حرام ہونے کے باوجود سخت ضرورت کے وقت مباح کر دی جائیں۔ امام احمد کہتے ہیں (میں نے امام شافعی سے قیاس کے متعلق پوچھا تو مجھ سے فرمایا: بس ضرورت کے وقت!) تمام سلف کا استعمال ضرورت کے وقت ہی تھا اس میں انہوں نے افراط وتفریط اور زیادتی و وسعت اختیار نہیں کی' جس طرح متاخرین نے کیا کہ نصوص و آثار کو چھوڑ کر اسے ہی اختیار کیا جو ان کے لئے نصوص کے حفظ سے آسان تر تھا۔

شاطبی نے الاعتصام میں تطبیق کا یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

وقد تقدم فی ذم الرای آثار مشهورة عن الصحابة رضی الله عنهم والتابعين تبين فيها ان الآخذ بالرای يحل الحرام ويحرم الحلال ومعلوم ان هذه الآثار الذامة للرای لايمكن ان يكون المقصود بهاذم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الاجتهاد علی الاصول فی نازلة لم توجد فی کتاب الله ولا سنة ولا اجماع ممن یعرف الاشیاء والنظائر ویفهم معانی الاحکام فیقیس قیاسَ تشبیه وتعلیل قیاسا لم یعارضه ماهواولیٰ منه فان هذا لیس فیه تحلیل الحرام ولا العکس وانما القیاس الهادم للاسلام ماعارض الکتاب والسنة اوما علیه سلف الامة اومعانیها المعتبرة (۲/۲۸۵ الاعتصام للشاطبی)

رائے کی مذمت میں صحابہ اور تابعین کے مشہور آثار گذر چکے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رائے کا طریقہ اختیار کرنے والا حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ رائے کی مذمت کرنے والے یہ آثار اصل سے کسی ایسے واقعہ کے متعلق اجتہاد کرنے کی مذمت نہیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ یا سنت اور اجماع میں موجود نہ ہو۔ اور جو ایسے شخص کے ذریعہ ہو جو اشیاء اور نظائر کو جانتا ہو اور احکام کے معانی کو سمجھتا ہو' پھر وہ تشبیہ و تعلیل جیسا قیاس کرے ایسا قیاس جو اپنے سے بہتر کے معارض نہ ہو' ایسے قیاس میں حرام کو حلال کرنا یا حلال کو حرام کرنا داخل نہیں ہے۔ تباہ کن قیاس وہ ہے جو کتاب و سنت یا سلف امت کے طریقے یا ان کے معتبر مفہوم کے مخالف ہو۔

ابن عبدالبر نے ''بیان العلم'' میں رائے کی مذمت میں بہت سے آثار کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مذکورہ مرفوع' موقوف اور مقطوع آثار میں جس رائے کی مذمت کی گئی ہے۔ اس کے مقصود میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ سنتوں کی مخالفت سے یہ اعتقاد میں کلام کرنا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنی رایوں اور قیاس کو احادیث کی تردید میں استعمال کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی مشہور حدیث کو بھی مطعون کیا۔ جیسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شفاعت والی حدیث کہ انہوں نے انکار کیا۔ کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس سے کوئی نہیں نکل سکتا انہوں نے حوض، میزان، عذاب قبر کا انکار کیا اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ مذموم رائے جس میں غور وفکر جائز نہیں ہے اسی طرح کی بدعات میں سے ہے۔ پھر امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے۔ لاتكاد ترى احدا نظر الاوفى قلبه دغل تم کسی کو بھی اس میں نظر کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس کے اندر دھوکا ہے۔

امام احمد مزید لکھتے ہیں کہ جمہور اہل علم کہتے ہیں کہ مذکورہ آثار میں مذموم رائے احکامات میں مغالطہ آمیزی اور استحسان اختیار کرنا ہے نیز بعض فرع کو بعض کی طرف لوٹانا ہے نہ کہ سنتوں کی اصل کی طرف۔ ان میں سے کثیر لوگوں نے اس پر مزید یہ بتایا کہ کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو اس کے معاملات کے واقع ہونے سے پہلے اس میں بہت قیاس آرائی کرتا ہے جو سنت کو بیکار کر کے اس میں انتہائی غلو کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ (۲۸۹/۱۳ فتح الباری)(۱)

امام ابن تیمیہ قیاس کے رد میں امام احمد کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وهذا محمول وقد حمله القاضي وابن عقيل على قياس في معارضة السنة وقدصرح بذالك في رواية ابى الحارث فقال: ماتصنع بالراى والقياس وفي الحديث مايغنيك عنه(۳٦۷ المسوده لابن تيميه)

اور یہ محمول ہے۔ قاضی اور ابن عقیل نے سنت سے معارض قیاس پر اسے محمول کیا ہے اور ابوالحاث کی روایت میں اس کی تصریح کی ہے۔ لکھتے ہیں: تم قیاس اور رائے کو کیوں اختیار کرتے ہو جبکہ حدیث میں وہ سب کچھ ہے جو اس سے تمہیں بے پروا کر دے۔ آگے لکھتے ہیں:

القياس الشرعي قد نص احمد في مواضع على انه حجة تعلق الاحكام عليه فقال في رواية محمد بن الحكم : لا يستغني احد من

(۱) مستصفی میں غزالی نے مختلف آثار میں تطبیق پر بہترین کلام کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



القياس وعلى الامام والحاكم يرد عليه الامران يجمع له الناس ويقيس۔ وكذالك نقل الحسين بن حسان: القياس هو ان يقيس على اصل اذا كان مثله فى كل احواله وكذالك نقل احمد بن القاسم: لا يجوز بيع الحديد والرصاص متفاضلا قياسا على الذهب والفضة (المسوده لابن تيميه)

قیاس شرعی کے متعلق امام احمد نے مختلف مقامات پر لکھا ہے کہ وہ حجت ہے اور احکام اس سے متعلق ہیں۔ محمد بن حکم کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں: قیاس سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ امام اور حاکم پر لازم ہے کہ اس کے سامنے معاملہ پیش ہونے پر لوگوں کو جمع کرے اور قیاس کرے۔ اسی طرح حسین بن حسان نے لکھا ہے کہ: قیاس یہ ہے کہ ایسی اصل پر قیاس کیا جائے جو ہر حال میں اس کے مشابہ ہو۔ احمد بن قاسم نے لکھا ہے کہ: سونے اور چاندی پر قیاس کرتے ہوئے لوہے اور سیسے کو تفاضل سے بیچنا جائز نہیں ہے۔

ابن قدامہ نے روضہ میں ان نصوص اور نقول میں جن میں تعارض ظاہر ہوتا ہے اس طرح تطبیق دی ہے، لکھتے ہیں: دوسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے ایسی رائے کی مذمت کی ہے جو ایسے جاہل شخص سے صادر ہو جو اجتہاد و رائے کا اہل نہ ہو بلکہ اس کا کام صرف استحسان اور رائے سے شریعت سازی ہو۔ (روضۃ الناظر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# آخری بات

اس بحث کے آخر میں علامہ ابن قیم کے موقف کے مطابق میں کچھ باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ان دونوں متنازع گروہوں کی مثال ایسے دو سمندروں کی سی ہے جن کی موجیں متلاطم ہیں' یا دو گروہوں کی سی ہے کہ میدان جنگ میں جن کی گرد بلند ہو رہی ہے۔ ہر گروہ نے دلائل کا وہ لشکر اکٹھا کر دیا ہے کہ اس کے سامنے پہاڑ تک نہ ٹک سکیں' ہر ایک فریق نے کتاب وسنت اور آثار سے ایسے دلائل بیان کئے ہیں کہ گردنیں ان کے آگے جھک جاتی ہیں' دشواریاں ان کے تابع اور عالم کا علم ان کا مطیع ہو جاتا ہے۔ ان کے احکام کو حاکموں نے نافذ کیا ہے۔

علم میں راسخ اور فاضل وکامل شخصیات کا کام اس مسئلے میں یہ تھا کہ دونوں فریق کی باتوں کو سمجھا جاتا اور ان کے بیان کردہ اصول وتفصیلات کو پرکھا جاتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس موضوع کو اختیار کر کے بہت دشوار منزل میں پہنچ گیا ہوں کہ آپ کو ان دونوں فریقوں کے درمیان حکم بنایا اور متلاطم موج کے اندر ڈال دیا جو آپ کو ادھر ادھر اچھالتی پھینکتی ہیں۔ اب اگر میں حق کو پہنچ جاؤں تو یہ میرے رب کی توفیق ہے اور اگر میں غلطی کر جاؤں تو اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں' میں نے اس سلسلے میں پوری طاقت صرف کر دی ہے۔

مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل ظاہر منکرین قیاس نے نصوص سے اعتناء کر کے ان کی حفاظت وتائید کا اچھا رول ادا کیا ہے کہ رائے' قیاس اور تقلید کو ان پر مقدم نہیں کیا۔ باطل قیاسات کا رد کیا اور اہل قیاس کے متناقض خیالات کا بیان کیا' انہوں نے قیاس کو اختیار کر کے اس سے بہتر چیز کو چھوڑ دینے کی پوری توضیح کی لیکن اس کے ساتھ چار (۴) وجوہات سے انہوں نے غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱) صحیح قیاس کی تردید کی۔ خصوصاً ایسے قیاس کی جس کی علت اس طور پر منصوص ہو کہ نص اس کے عموم پر دال ہو۔

(۲) نصوص کو سمجھنے میں کوتاہی کی۔ کتنے احکام ایسے ہیں جن پر نص کی دلالت ہے لیکن وہ اس دلالت کو نہیں سمجھے۔ اس کا سبب دلالت کو فقط ظاہر لفظ میں محصور ماننا اور اس کے اشارہ، اس کی تائید اور مخاطبین کے نزدیک اس کے عرف سے کلیتہً اغماض برتنا ہے۔ اس طرح انہوں نے (فلا تقل لهما اف) سے لفظ اف کے سوا مار، دشنام طرازی اور کسی طرح کی کوئی اہانت تسلیم نہیں کی۔

(۳) استصحاب کو اس کے استحقاق سے مافوق حق دیا اور اس کے بموجب ناقل کے عدم علم کا یقین کیا۔ لیکن نہ جاننا کسی چیز کے نہ ہونے کے معنی میں نہیں ہے۔

(۴) انہوں نے یہ اعتقاد رکھا کہ مسلمانوں کی بیع و شرا ان کے شروط و معاملات سب باطل ہیں تا آں کہ ان کی صحت پر دلیل قائم ہو جائے۔ جب شرط یا عقد یا معاملے کی صحت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی تو انہوں نے ان کے بطلان کو اختیار کیا۔ اس طرح اصول کے مطابق کوئی خدائی دلیل نہ ہونے کی بنا پر انہوں نے مسلمانوں کے بہت سے معاملات و شروط کو بے کار کر دیا۔ جمہور فقہاء اس کے خلاف ہیں، بیع و شراء اور شروط میں اصل صحت ہے سوائے ان کے جنھیں شارع نے منع کیا ہو یا باطل ٹھہرایا ہو۔ اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ ان کے بطلان کا حکم لگانا حرام ٹھہرانے اور گنہ گار بتلانے کا حکم ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ اللہ اور رسول نے جو حرام ٹھہرایا ہے صرف وہی حرام ہے۔ اور ایسے کسی فعل میں گناہ نہیں ہے سوائے ان کے جن کے کرنے والوں کو اللہ و رسول نے گنہگار بتلایا ہے۔ جس طرح کوئی کام واجب نہیں ہے سوائے ان کے جنھیں اللہ نے واجب ٹھہرایا ہو اور نہ حرام ہے سوائے ان کے جنھیں اللہ نے حرام کیا ہو۔ اور کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دین نہیں سوائے اس کے جو اللہ نے مشروع کیا۔

عبادات میں اصل بطلان ہے تا آں کہ حکم پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔ اور بیع وشرا اور معاملات میں اصل صحت ہے تا آں کہ بطلان اور تحریم پر دلیل قائم ہو جائے۔ اصحاب رائے وقیاس نے نصوص کے معانی کو شارع کے محمول کردہ معانی سے بڑھ کر محمول کیا ہے جس طرح اہل ظاہر نے ان کے معانی کو مراد سے بھی محدود کر دیا ہے۔ اہل قیاس کہتے ہیں:

سمندر میں خون کا ایک قطرہ پڑ جائے تو قیاس کہتا ہے کہ وہ ناپاک ہو جائے گا۔ انہوں نے اس قطرے سے ماء کثیر کو نجس ٹھہرایا خواہ اس قطرے سے اس پانی کا کچھ بھی نہ بدلا ہو۔ اور اہل ظاہر کہتے ہیں۔

پیشاب کے گھڑے میں پیشاب کر کے اسے پانی میں ڈال دیا تو وہ اسے ناپاک نہیں کرے گا ورا گر پانی میں پیشاب کیا خواہ تھوڑا ہی ہوا سے ناپاک کر دے گا۔

اصحاب رائے وقیاس نے گھی کے لاکھوں قنطار کو تھوڑے پیشاب یا خون سے نجس بتلایا ہے۔ دونوں فریق میں اعتدال کی راہ پر وہ ہیں جو نصوص کے مکمل حاصل کرنے کے بعد قیاس کو ثابت کرتے ہیں۔ گویا قیاس ان کے یہاں بوقت ضرورت ہے یعنی جب نص موجود نہ ہو (اعلام الموقعین)۔

ہم اس خاتمہ میں ان شرائط کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کا قیاس کرنے والے میں پایا جانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہمارے لئے کافی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لا یقیس الا من جمع الآلة التی له القیاس بها وهی العلم باحکام کتاب الله فرضه وآدابه وناسخه ومنسوخه وعامه وخاصه وارشاده ویستدل علی ما احتمل التاویل منه بسنن رسول الله (صلی الله علیه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وسلم) فاذالم يجد سنة فباجماع المسلمين فان لم يكن اجماع فبالقياس۔ ولا يكون لاحد ان يقيس حتى يكون عالما بما مضى قبله من السنن واقاويل السلف واجماع الناس واختلافهم ولسان العرب۔ ولايكون له ان يقيس حتى يكون صحيح العقل وحتى يفرق بين المشتبه ولا يعمل بالقول به دون التثبيت۔

ولا تمنيع من الاستماع ممن خالفه لانه قد يتنبه بالاستماع لترك الغفلة ويزداد به تثبيتاً فيما اعتقد من الصواب وعليه فى ذلك بلوغ غاية جهده والانصاف من نفسه حتى يعرف من اين قال مايقول وترك مايترك ولا يكون بما قال اعنى منه بما خالفه حتى يعرف فضل مايصير اليه على مايترك ٗ ان شاء الله۔

فامامن تم عقله ولم يكن عالما بما وصفنا فلايحل له ان يقول بقياس وذالك انه لايعرف مايقيس عليه كما لايحل لفقيه عاقل ان يقول فى ثمن درهم ولا خبرة له بسوقه۔

ومن كان عالما بما وصفنا بالحفظ لا بحقيقة المعرفةليس له ان يقول بقياس لانه قديذهب عليه عقل المعانى وكذالك لو كان حافظا مقصر العقل اَوْ مقصرا من علم لسان العرب لم يكن له ان يقيس من قبل نقص عقله عن الالة يجوز بها القياس۔

ولا نقول يسع هذا۔ والله اعلم۔ ان يقول ابدا الا اتباعا لاقياسا (الرساله ٥٠٩۔ ٥١١)

قیاس صرف وہی کر سکتا ہے جسے وہ تمام ذرائع حاصل ہوں جن سے قیاس کیا جاتا ہے یعنی کتاب اللہ کے احکام جیسے اس کے فرض' آداب' ناسخ' منسوخ' عام' خاص' اور ارشاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وغیرہ کو جانتا ہو۔

اس میں جو حکم تاویل کا احتمال رکھے اس کے لئے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کرے' اگر سنت نہ پائے تو اجماع مسلمین سے' اگر اجماع نہ ہو تو قیاس سے۔ کسی کو قیاس کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک سنت کے ماسبق علوم' سلف کے اقوال' لوگوں کے اجماع واختلاف اور عربی زبان سے واقفیت نہ رکھتا ہو' اس کے لئے قیاس کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ صحیح العقل نہ ہو اور مشتبہ چیز میں فرق نہ کرے' پائیدار بات کہنے کے بجائے جلد بازی سے بات نہ کہے۔

مخالف کی بات سننے سے نہ رکے کیونکہ اس سے آدمی غفلت پر متنبہ ہوتا ہے اور جس چیز کے درست ہونے کا اعتقاد ہے اس میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

اس امر میں اسے بہت انصاف اور جد جہد کی ضرورت ہے یہاں تک کہ وہ سمجھنے لگے کہ جو وہ کہتا ہے کہاں سے کہتا ہے۔ اور جو وہ چھوڑتا ہے اسے بھی جان لے نیز اپنی مخالف بات کے مقابلے میں اختیار کردہ بات کی بہتری کو سمجھ لے۔

جس شخص کی عقل سٹھیا جائے اور ہمارے بیان کردہ اوصاف کے مطابق وہ عالم نہ ہو اسے قیاس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ جس پر قیاس کیا جاتا ہے اسے نہیں جانتا ہے۔ جس طرح کسی عاقل فقیہ کے لئے یہ جائز نہیں کہ درہم کی قیمت بتائے جبکہ اسے اس کے بازار کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔

اوپر بیان کردہ اوصاف کا حفظ کے اعتبار سے عالم ہو لیکن معرفت حقیقت سے عاری ہو تو اسے قیاس کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ کبھی معانی کے سمجھنے میں چوک کرسکتا ہے۔ ایسے ہی اگر حافظ کوتاہ عقل ہو یا زبان عربی میں کوتاہ علم ہو تو اسے بھی قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ جس ذریعہ سے اس کے لئے قیاس کرنا جائز ہے اس میں اس کی عقل کو نقص لاحق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ہم یہ کہیں گے کہ یہ شخص ہمیشہ اتباع ہی سے گفتگو کرے قیاس سے نہیں۔ واللہ اعلم!

امام شافعی کے ان شروط کے ذکر کے بعد جن کا قیاس کرنے والے عالم میں پایا جانا ضروری ہے ہم ایک دوسرے مسئلے کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی کیا ایسے شخص کو جس میں یہ شرائط پائی جاتی ہوں نصوص کی مکمل طلب سے پہلے قیاس کرنا جائز ہے؟ علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں اس مسئلے کی تین صورتیں ہیں۔

احدها: الحكم به قبل طلبه من النصوص المعروفة وهذا لا يجوز بلا تردد

الثانية: الحكم قبل طلب نصوص لايعرفها مع رجاء الوجود ولوطلبها فهذه طريقة الحنفية تقتضى جوازه ومذهب الشافعی واحمد وفقهاء الحديث انه لايجوز ولهذا جعلوا القياس بمنزلة التيمم وهم له يجيزون التيمم الا اذا غلب على الظن عدم الماء فكذا النص وهو معنى قول احمد: ماتصنع بالقياس وفى الحديث مايغنيك عنه ؟ وهذه المسئالة هى الام فى الفرق بين اهل الحديث واهل الرأى لكن يتفاوت اهل الحديث فى طلب النصوص وطلب الحكم منها۔

الثالثة: اذايئس من الظفر بنص حديث يغلب على ظنه عدمها فهنا يجوز بلا تردد (المسودة لابن تيميه. ۳۷۰)

(۱) معروف نصوص کی طلب سے پہلے قیاس سے حکم بیان کرنا یہ صورت بلا تردد نا جائز ہے۔

(۲) ایسے نصوص کی طلب سے پہلے جنھیں وہ نہیں جانتا لیکن ان کے وجود کی امید ہے قیاس سے حکم دے دینا اگر چہ انھیں طلب کرے۔ یہ حنفیہ کا طریقہ ہے جو اس کے جواز کا متقاضی ہے۔ امام شافعی، احمد اور فقہاء حدیث کا مذہب ہے کہ یہ جائز نہیں اس لئے انہوں نے قیاس کو تیمم کی منزلت میں رکھا ہے۔ وہ لوگ تیمم کو اس وقت جائز ٹھہراتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں کہ جب پانی نہ ہونے کا ظن غالب ہو جائے۔ اسی طرح نص کا مسئلہ بھی ہے، امام احمد کے قول ماتضع بالقیاس وفی الحدیث مایغنیك کا یہی مطلب ہے۔ یہ مسئلہ اہل حدیث اور اہل رائے کے مذہب کے درمیان بنیادی فرق پیدا کرنے والا ہے۔ اہل حدیث نصوص کے طلب کرنے اور ان سے حکم حاصل کرنے میں ان سے الگ ہیں۔

(۳) جب کسی حدیث کے نص کے ملنے سے مایوس ہو جائے اور اس کا ظن غالب ہو کہ نہیں ہے، اس صورت میں قیاس بلاتردد جائز ہے۔

جب قیاس کی قابلیت رکھنے والے حضرات آپس میں اختلاف کر جائیں تو کیا ہم سب کو حق پر محمول کریں یا یہ سمجھیں کہ بعض حق پر اور بعض خطا پر ہیں۔ امام شافعی اس مسئلے کے متعلق لکھتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ جو شخص اجتہاد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیاس کرے تو ایسی صورت میں کیا ایسے لوگ آپس میں اختلاف کرتے یا کر سکتے ہیں یا جب اختلاف کریں تو سب کو حق پر مانا جائے گا یا بعض کو حق پر اور بعض کو خطا پر تسلیم کیا جائے گا؟ اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ اجتہاد کی صلاحیت کے انسان ہیں خواہ ایسے لوگوں میں اختلاف ہو جائے اور کوئی ایسا مذہب اختیار کریں کہ جس سے انھیں یہ کہنے کا احتمال ہو کہ مطلقاً غلطی کی ہے۔ تو ان میں سے ہر ایک کو یہ کہا جائے گا کہ وہ جس چیز کا مکلف کیا گیا ہے اس میں اس شخص نے اطاعت اختیار کی ہے اور حق کو پہنچا ہے۔ وہ علم غیب کا مکلف نہیں کیا گیا ہے کہ جس پر کوئی شخص مطلع نہیں ہو سکتا۔
(۷/۲۷۴، ۲۷۵۔ الام للشافعی)

اس کی مثال قبلے سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جیسے دو آدمی دو راستوں کے بارے میں اجتہاد کریں جو علم نجوم، ہوا، سورج، چاند کی گردش سے واقف ہوں' ایک کی رائے یہ ٹھہری کہ قبلہ دائیں پہلو پر ہے' دوسرے کی رائے یہ ہوئی کہ قبلہ اس سے بائیں ہے' ایسی صورت میں دونوں کو اپنی اپنی رائے کے مطابق نماز پڑھنی چاہیے' دوسرے کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔ دونوں میں سے کوئی عین سمت قبلہ کی درستگی کا مکلّف نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اسے دیکھ نہیں رہا ہے بلکہ دلائل سے اس طرف توجہ کا اسے مکلّف کیا گیا ہے اور وہ اس نے پورا کر دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک پر خطا کا حکم لاگو ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس چیز کا وہ مکلّف ہے اس میں وہ خاطی نہیں ہے۔ لیکن عین بیت اللہ کے محاذات کی غلطی تسلیم ہے اس لئے کہ بیت اللہ دو سمتوں میں نہیں ہو سکتا۔ اگر کہا جائے کہ ایسی صورت میں وہ غلط راہ پر چلنے والا مانا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی مثال اجتہاد کرنے والے کی سی ہے جو اجتہاد کا مکلّف کیا گیا ہے کہ حق کو پہنچنے پر اطاعت گذار مانا جائے گا اور خطا پر گنہ گار نہیں ہوگا کیونکہ آنکھ سے اوجھل چیز میں درستگی حاصل کرنے کا اسے مکلّف نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا جس کے عین کے حصول کا مکلّف نہیں کیا گیا ہے اس سے خطا پر کوئی وبال بھی نہیں ہوگا۔ (۷/۲۷۴' ۲۷۵ الام للشافعی)

امام شافعی نے اپنے اس قول کے متعلق اس حدیث سے استدلال کیا ہے

اذا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران' واذا حكم الحاكم فاجتهد فاخطاء فله اجر (۱) (الام للشافعی)

جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرنے پر حق پالے تو اسے دوہرا اجر ہے اور جب فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرنے میں غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا۔

وصلی اللہ علی محمّد وآلہ وصحبہ وسلم

(۱) صحیح بخاری' کتاب الاعتصام: باب اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطأ (حدیث۔ ۷۳۵۲) صحیح مسلم' کتاب الاقضیۃ: باب بیان اجر الحاکم اذا اجتھد' (حدیث۔۱۷۱۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

## ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

**MAKTABA AL-FAHEEM**

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road

Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101

Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224

Email : faheembooks@gmail.com

Facebook : maktabaalfaheem


₹ 65/-